http://www. Khatme-nubuwwat.org/

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۸ | ۲ تا ۸ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ مطابق ۷ تا ۱۳ اپریل ۲۰۰۰ء | شمارہ نمبر ۴۶

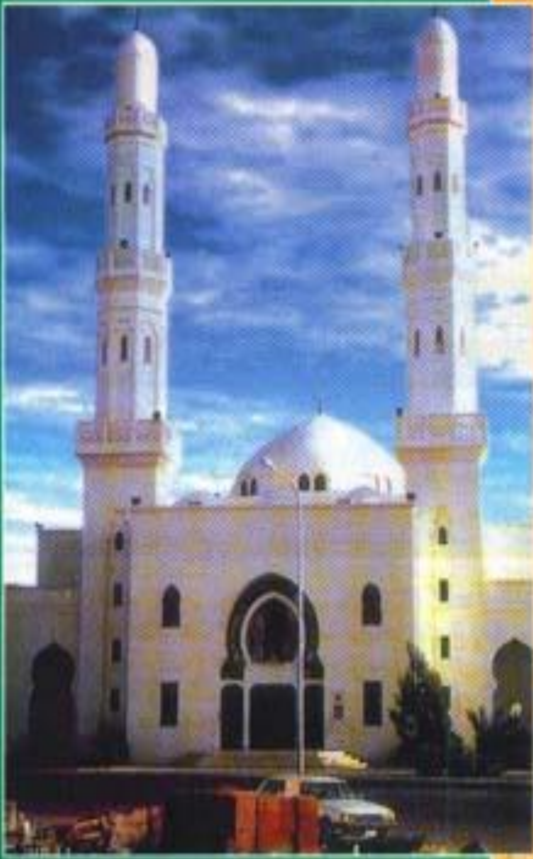

تکمیلِ دین اور ختمِ نبوت

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحؒ
حالاتِ زندگی

ظلمت کدہ سے نورِ اسلام کی طرف

غازی علم دین شہیدؒ
شمع رسالت کا پروانہ

عالمِ اسلام کا اتحاد کیوں اور کیسے؟

قیمت: ۵ روپے

(بقیہ: تقدیر مسئلہ تقدیر کی مزید وضاحت)

ستارہ کیا تری تقدیر کی خبر دے گا
وہ خود فراخی افلاک میں ہے خوار و زبوں
عطا ہو' رومی ہو' رازی کہ غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے بے آہ سحر گاہی

ج :...... آپ کے تینوں سوالوں کا جواب میری تحریر میں موجود تھا مگر جناب نے غور نہیں فرمایا بہر حال آپ کی رعایت کے لئے چند امور دوبارہ لکھتا ہوں :

اول :...... تقدیر کا عقیدہ قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں مذکور ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرامؓ اور تمام اہل حق کا متفق علیہ عقیدہ ہے' اس لئے اس عقیدہ سے انکار کرنا یا اس کا مذاق اڑانا اپنے دین و ایمان کا مذاق اڑاتا ہے۔

دوم :...... آسمان و زمین کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کو آئندہ ہونے والے تمام واقعات کا علم تھا اس علم کو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ پر لکھ دیا' دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ کے اسی علم اور اسی نوشتہ کے مطابق ہو رہا ہے' اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ بتایئے کہ اس عقیدۂ کے کس حصہ سے آپ کو اختلاف ہے؟ کیا آپ کا ایمان نہیں کہ ہر چیز جو وجود میں آنے والی ہے اللہ تعالیٰ کو ازل ہی سے اس کا علم تھا؟ اگر آپ کو اس سے انکار ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ خدا کو بے علم یا بے علم کو خدا مانتے ہیں؟ اور یہ کفر ہے اور اگر آپ کہتے ہیں کہ خدا کو علم تو تھا مگر ضروری نہیں جس طرح اس کو علم تھا اسی طرح چیزیں وقوع میں بھی آئیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ خدا کا علم غلط نکلا' مثال کے طور پر میرے پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک کے حالات' افعال' اقوال' حرکات' سکنات وغیرہ وغیرہ سب اللہ تعالیٰ کو معلوم تھیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو اللہ تعالیٰ کا (نعوذ باللہ) بے علم ہونا لازم آتا ہے' اور اگر معلوم تھیں تو کیا علم الٰہی کے خلاف ہو سکتا ہے؟ یا نہیں؟ اگر آپ کہیں کہ اس کے خلاف ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے علم کا غلط ہونا لازم آیا...... (نعوذ باللہ) اور اگر اس کے خلاف نہیں ہو سکتا تو یہی عقیدۂ تقدیر ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو اس کو عقیدۂ تقدیر پر ایمان لانا لازم ہے ورنہ اس کا دعویٰ ایمان صرف باطل ہے۔

سوم :...... آپ نے یہ دیکھ لیا کہ "ہر شخص کو وہی ملتا ہے جو اس نے کوشش کی" لیکن آپ نے یہ کیوں نہیں دیکھا کہ جس قرآن کا حوالہ آپ دے رہی ہیں اسی قرآن میں یہ بھی تو لکھا ہے :

ترجمہ : "ہم نے ہر چیز کو ایک خاص انداز سے پیدا کیا ہے اور ہر چھوٹی اور بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔" (سورۂ قمر)

یہی قدر جس کو قرآن ذکر کر رہا ہے تقدیر کہلاتی ہے اور ہر چیز کے پہلے سے لکھے ہوئے ہونے کا قرآن اعلان کر رہا ہے۔ اب بتایئے کہ یہ تقدیر کا عقیدہ میرا اپنا تراشا ہوا ہے یا قرآن کریم ہی نے اس کو بیان فرمایا ہے؟

چہارم :...... رہا انسان کے مجبور ہونے کا سوال؟ اس کا جواب میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ آدمی فلاں کام کو اختیار و ارادہ کی نفی نہیں ہوتی' اور انسان کا اختیار تقدیر کے مقابل نہیں بلکہ تقدیر کے ماتحت ہے۔ لیکن اگر یہ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئی تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ تقدیر کے ماننے پر تو انسان کا بقول آپ کے مجبور ہونا لازم آتا ہے اور تقدیر کی نفی کی صورت میں اس کا قادر مطلق اور خالق ہونا لازم آتا ہے آپ کے خیال میں انسان کو قادر مطلق اور اپنی تقدیر کا خود خالق مانا کیا اس کو خدائی کے منصب پر بٹھانا نہیں؟

پنجم :...... آپ کا یہ سمجھنا کہ اگر تقدیر برحق ہے تو انسان کی کوشش لاحاصل ہے۔ یہ اس لئے غلط ہے کہ انسان کو ارادہ و اختیار کی دولت دے کر محنت و سعی کا حکم دیا گیا ہے اور تقدیر (علم الٰہی) میں یہ لکھا گیا کہ فلاں شخص اتنی محنت کرے گا اور اس پر یہ نتیجہ مرتب ہوگا۔ جب محنت و کوشش بھی تقدیر پر لکھی ہوتی ہے اور اس پر مرتب ہونے والا نتیجہ بھی نوشتہ تقدیر ہے تو محنت لاحاصل کیسے ہوئی؟ اور "نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں" تو میرے عقیدہ کی تفسیر ہے۔ تقدیر میں لکھا ہوا ہے کہ فلاں مرد مومن کی نگاہ سے فلاں کام ہو جائے گا' یہ بدلی ہوئی تقدیر بھی اصل تقدیر کے ماتحت ہے اس سے باہر نہیں۔

ششم :...... آپ نے تقدیر کا مسئلہ سمجھا ہی نہیں اس لئے دعا کو تقدیر کے خلاف سمجھ لیا حالانکہ دعا بھی اسباب میں سے ایک سبب ہے اور تقدیر میں تمام اسباب بھی تحریر شدہ ہیں' پس تقدیر میں یہ بھی لکھا ہے کہ فلاں بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑائے گا تو اس کا فلاں کام ہو جائے گا۔

ہفتم :...... یہیں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تقدیر کا عقیدۂ نہ تو اسباب کے اختیار کرنے سے روکتا ہے نہ مایوسی پیدا کرتا ہے' بلکہ اس کے برعکس زیادہ سے زیادہ محنت کی دعوت دیتا ہے اور مایوسیوں کا سب سے بڑا سہارا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ عقیدۂ تقدیر سے جاہل ہیں وہ بسا اوقات حالات سے تنگ آکر خودکشی جیسی حماقت کر لیتے ہیں۔ لیکن آپ نے ایک پکے سچے مومن کو' جو اللہ تعالیٰ پر پورا ایمان اور بھروسہ رکھتا ہو کبھی خودکشی کرتے نہیں دیکھا ہوگا۔ عقیدۂ تقدیر پر ایمان رکھنے والے جتنی دعائیں اور التجائیں اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں' دوسرے لوگ نہیں کرتے اور عقیدۂ تقدیر پر ایمان رکھنے والے جتنی محنت کرتے ہیں وہ دوسروں کو نصیب نہیں۔ خود میری مثال آپ کے سامنے ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اپنے ضعف و کمزوری کے باوجود تین آدمیوں کے برابر کام کرتا ہوں اس لئے آپ کا نظریہ معروضی طور پر غلط ہے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں ملاحظہ کیجئے)

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد ۱۸ | ۸ تا ۱۴ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ مطابق ۷ تا ۱۳ اپریل ۲۰۰۰ء | شمارہ ۴۶

سرپرست: حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

اس شمارے میں

محرم الحرام ـــــ سال نو کا آغاز	(اداریہ)	4
تکمیل دین اور ختم نبوت	(چوہدری افضل حق)	6
مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	(محمد اکرم فضل)	10
ظلمت کدوں سے نور اسلام کی طرف	(ڈاکٹر عامر لطیف شاہد)	13
غازی علم دین شہید	(محمد راشد بلوچ)	16
عالم اسلام کا اتحاد کیوں اور کیسے؟	(محمد شہاب الدین ندوی)	19
مہاتما گاندھی کی کوچہ مسلمان کیسے ہوا؟	(محمد یامین شورو)	22
اخبار ختم نبوت		25

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مولانا محمد علی جالندھریؒ
مولانا لال حسین اخترؒ
مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
مولانا محمد حیاتؒ
مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
مولانا محمد شریف جالندھریؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
مولانا مفتی محمد جمیل خان
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

قانونی مشیر

حشمت حبیب ایڈووکیٹ

مارکیٹنگ و تزئین

آرشد خرم

کمپیوٹر کمپوزنگ

فیصل عرفان

زرِ تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، ۹۰ ڈالر، یورپ، افریقہ، ۷۰ ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بحارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک، ۶۰ امریکی ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ۵ روپے، سالانہ ۲۵۰ روپے، ششماہی ۱۲۵ روپے، سہ ماہی ۷۵ روپے

چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، نیشنل بنک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر ۹/۲۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲ - ۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

لندن آفس

35, STOCKWELL GREEN
LONDON, SW9 9HZ U.K.
PHONE: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محرم الحرام .... سال نو کا آغاز

ماہ ذی الحجہ میں ۲۷ لاکھ سے زائد فرزندان توحید نے فریضہ حج ادا کر کے اپنے لئے مغفرت طلب کی اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعائیں کیں اور ۹/ذی الحجہ کو عرفات کے میدان سے اس طرح لوٹے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر کے ساتھ فرما رہے تھے:

"فرشتوں! گواہ رہنا کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی اور جن لوگوں کی انہوں نے سفارش کی تھی ان کو بھی بخش دیا اور یہ اس حال میں لوٹے جیسے کہ بالکل معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں۔"

عرفہ کے دن کی مغفرت کو دیکھ کر شیطان بھی ذلیل و خوار ہو گیا اور ۲۷ لاکھ سے زائد فرزندان توحید حج کر کے اپنے اپنے ملکوں میں اعزاز و اکرام کے ساتھ اس طرح واپس ہوئے کہ ہر مسلمان کا دل خوشی سے معمور تھا اور ہر ایئرپورٹ ان کے لئے سراپا استقبال بنا ہوا تھا' اور لوگ ان کی دعاؤں کے حصول کے لئے ان کا گرم جوشی سے استقبال کر رہے تھے۔ پوری دنیا میں اس حج کی وجہ سے اسلام کی عظمت اور شوکت کا اظہار ہو رہا تھا۔ دنیا نے عجیب منظر دیکھا کہ ۲۷ لاکھ سے زائد فرزندان توحید ایک جگہ جمع ہوئے' ایک ہی وقت میں احرام باندھا' نیت اللہ سے نیت کر کے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے' منیٰ میں ظہر' عصر' مغرب اور عشاء اور ۹/ذی الحجہ کی فجر کی نماز ادا کی۔ ۹/ذی الحجہ کو سب کے سب زوال تک عرفات کے میدان میں جمع ہو گئے' ظہر سے لے کر مغرب تک وقوف عرفہ کر کے اللہ کے دربار میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کر کے دعائیں کرتے رہے' مغرب ہوتے ہی مزدلفہ کی طرف روانہ ہو گئے' رات کو وہاں پہنچ کر وقوف مزدلفہ کیا اور مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی ادا کیں' فجر کی نماز کے بعد منیٰ کی طرف روانہ ہو گئے اور شیطان کو بیک وقت لاکھوں فرزندان توحید نے کنکریاں ماریں' اس کے بعد قربانی کی اور حلق کیا۔ ۱۱/ذی الحجہ اور ۱۲/ذی الحجہ کو پھر شیطان کو کنکریاں ماریں اور طواف زیارت کیا' بعد ازاں طواف وداع کیا' لیکن ان تمام مقامات پر نہ کوئی بڑبونگ مچی' نہ کوئی کچلا گیا اور نہ کسی نے کسی کو تکلیف پہنچائی' نہ کسی عورت کو چھیڑا گیا' نہ کسی کو زک پہنچائی گئی' یہ حج کی برکت اور اسلام کی حقانیت کی سب سے بڑی دلیل ہے' اور چودہ سو سال سے اسلام کی حقانیت کا اظہار ۸ تا ۱۲ ذی الحجہ کو دنیا کے سامنے ہوتا ہے۔

ذی الحجہ کے ختم ہوتے ہی اسلام کے سال نو کا آغاز محرم الحرام سے ہو جاتا ہے' اس ماہ کو اسلام کا پہلا مہینہ قرار دیا گیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دنیا میں دوسرے نظام اور رسومات رائج تھیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی حقانیت کا اعلان کیا تو دوسرے تمام نظاموں کو ختم کر کے پاؤں تلے روند دیا' ہر مسئلہ میں اسلام کی اپنی شناخت رکھ کر اعلان کیا:

"جو کسی قوم کی اتباع اور تقلید کرے گا' وہ ان ہی میں شمار ہو گا۔"

نماز' زکوٰۃ' روزہ' حج' لباس' کردار' عبادت گاہیں' نشست و برخاست غرض دنیا کے تمام معاملات میں اسلام نے اپنا علیحدہ تشخص پیش کیا۔ بقول حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ: "ہم ان احمقوں اور کفار کے لئے اپنے نبی کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتے۔" اس لئے جب نماز کے لئے اعلان کا طریقہ سوچا گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے مشاورت ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قوموں کے وضع کردہ طریقے مسترد کر دیئے۔ اس کے بعد خواب میں حضرت عبداللہ اور حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اذان کی بشارت ہوئی اور اسلام کا طریقہ اذان شعائر اسلام بن کر رائج ہوا۔ اس لئے جہاد کرنے والوں کو حکم دیا گیا کہ جب کسی جگہ حملے کے لئے جاؤ تو صبح کا انتظار کرو اگر صبح اذان کی آواز بلند ہو تو حملہ نہ کرو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی طریقے کے مطابق اسلامی قوانین کی تدوین کی اور

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر محکمہ کو اسلامی سانچے میں ڈھالا' اسی دوران حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ کے احکامات ہمارے پاس آتے ہیں' تاریخ نہ ہونے کی وجہ سے اشتباہ ہوتا ہے' اس لئے آپ اسلامی تاریخ مقرر کر دیں تاکہ اس معاملے میں اسلام کا تشخص اجاگر ہو سکے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشاورت سے واقعہ ہجرت سے اسلامی سن کا آغاز کیا اور ہجرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کی عظمت اور شوکت کا مشاہدہ دنیا نے کیا۔ اس وقت سے آج تک مسلمان اس کے مطابق عیدالفطر' عیدالاضحیٰ' حج اور رمضان المبارک کا اہتمام کرتے ہیں اور جب تک اسلامی ممالک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قوانین کے مطابق اپنا نظام چلا رہے تھے تو اس وقت تک اسلامی ملکوں میں وہی تاریخیں رائج تھیں۔

بدقسمتی سے امریکہ کی بالادستی کے بعد ہمارے مسلمان حکمرانوں نے غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا اس لئے اب ان ممالک میں سن عیسوی رائج ہے' البتہ سعودی عرب اور طالبان کی امارات اسلامی افغانستان میں اسلامی تاریخیں رائج ہیں' البتہ مسلمان مذہبی عبادات اب تک اسلامی سن کے مطابق ادا کرتے ہیں' اس لئے باوجود کوششوں کے کفار ان تاریخوں کو ختم نہیں کر سکے۔ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی یکم محرم الحرام کو ہوئی اگرچہ ان پر حملہ ۲۸/ ذی الحجہ کو کیا گیا تھا لیکن تیسرے دن آپ کی شہادت ہوئی' اس اعتبار سے اسلامی تاریخ کا پہلا دن مسلمانوں کے لئے ایک عظیم شہادت کی یادگار کی حیثیت سے بھی یاد رکھا جاتا ہے' لیکن اس کے باوجود مسلمان اس دن خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ حکمران وقت پیغام دیتے ہیں اور اسلام کی عظمت کا اعلان کیا جاتا ہے' بدقسمتی سے ۱۰/ محرم الحرام کو نواسہ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش کیا جو کہ تاریخ اسلام کا ایک اندوھناک سانحہ ہے' جس کو بنیاد بنا کر اہل بیت کے نام پر نفرت و نفاق کا بیج بونے والے بعض ناعاقبت اندیش اسلام کو بدنام کرتے ہیں اور ہندوستان' پاکستان میں خلاف اسلام رسومات کی آڑ میں اہلسنت مسلمانوں کی مساجد اور مدارس پر حملے کئے جاتے ہیں۔

بہر حال اس ماہ کے پہلے دن خصوصی طور پر اور چالیس دن عمومی طور پر اس اعتبار سے بہت بھاری رہتے ہیں کہ ہر وقت فرقہ وارانہ فسادات کا خطرہ رہتا ہے اور کئی جگہ پر خونی فسادات ہوتے ہیں جس کی وجہ سے دشمنان اسلام مسلمانوں کو بدنام کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں اور اسلام کو بدنام کرتے ہیں' اس لئے اس ماہ میں حکومت سے ہماری مندرجہ ذیل گزارشات ہیں:

☆...... سب سے پہلے ملک میں اسلامی سن تقویم کا آغاز کیا جائے اور محرم الحرام کی پہلی تاریخ کو ملک بھر میں تعطیل کر کے اسلامی تاریخ کی عظمت کو اجاگر کیا جائے اور تقریبات اور سیمینار کے ذریعہ تاریخ اسلام سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے تاکہ نئی نسل اپنی اسلامی تاریخ سے روشناس ہو۔

☆...... خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کارناموں کو اجاگر کر کے ان کی حکومت کے مطابق نظام رائج کیا جائے۔

☆...... اہل بیت کی محبت کے نام پر ہونے والی خلاف اسلام رسومات پر پابندی عائد کیا جائے اور ہر مسلک کو پابند کیا جائے کہ وہ صرف اپنی رسومات کو اپنی عبادت گاہوں تک محدود رکھے اس سلسلہ میں ریڈیو' اخبارات اور ٹی وی پر خلاف اسلام رسومات کی تشہیر کا سلسلہ بند کیا جائے۔

☆...... حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعلق ان ناعاقبت اندیش حضرات کی کتابوں کو' جن میں جو غلط باتیں منسوب کی گئی ہیں' ضبط کر کے ان کتابوں کی اشاعت پر پابندی عائد کی جائے۔

☆...... فرقہ وارانہ فسادات کو روکنے کے لئے ہر ممکن اقدامات کئے جائیں اور اشتعال انگیز تقریروں پر پابندی عائد کی جائے۔

☆...... فرقہ وارانہ تقاریر کے لئے لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر پابندی عائد کی جائے۔

اگر ان گزارشات پر عملدرآمد کیا گیا تو امید ہے کہ ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کا مسئلہ حل ہو جائے گا اور قوم اطمینان و سکون کا سانس لے سکے گی۔

ہم تمام مسلمانوں کو اسلامی سال نو کے آغاز پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے اپیل کرتے ہیں کہ وہ حکومت سے مطالبہ کریں کہ ملک میں اسلامی سن تقویم نافذ کیا جائے اور اسلامی نظام نافذ کیا جائے اور قادیانیوں سے متعلق ترامیم اور اسلامی دفعات کو تحفظ دیا جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی' گوہر شاہی' یوسف ملعون اور اہل بیت کے نام پر صحابہ کرام اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی توہین کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

تکمیلِ دین اور ختمِ نبوّت

اللہ رب العزت نے دنیا کے کامل انسان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت تمام کردی اب تاقیام قیامت تمام بنی نوع انسان کی دارین کی فوز وفلاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع واطاعت میں مضمر ہے۔ تکمیل دین کا جانفزا مژدہ حجۃ الوداع کے موقع پر سنادیا گیا تو اب قادیان کے دہقان زادے مرزا قادیانی کی خودساختہ نبوت کو تسلیم کرنے والے جان بوجھ کر جہنم خریدنے کے درپے کیوں ہیں؟ قائد احرار چوہدری افضل حق مرحوم کی ایک یادگار تقریر ملاحظہ فرمائیں۔ (مدیر)

مشیت ایزدی نے دنیا کے کامل انسان پر دین حق کی تکمیل کردی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' عمارت کے آخری معمار قرارپائے: ﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی﴾ "آج میں نے تمہارے لئے دین مکمل کردیا اور تم پر نعمت پوری کردی۔" کے جانفزا پیغام کا معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی "لانبی بعدی" (میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا) کے ارشاد سے واضح کردیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین اسی لئے قرار دیئے گئے کہ ان کے بعد نئی نئی تعلیمات اور نئے نئے رسولوں پر بنی نوع انسان تقسیم در تقسیم ہونے سے بچ جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے ساتھ ہی دنیا کی تمام ترقیوں کے راستے کھل گئے۔ یہ آپ ہی کے وجود باجود کا اعجاز ہے کہ آپ کے ظہور کے ساتھ ملکوں اور قوموں میں باہم میل جول اور ربط وضبط کے مواقع پیدا ہوگئے۔ زمانہ بتدریج ترقی کرتا کرتا یہاں تک پہنچ گیا کہ لاکھوں میلوں کی مسافت دنوں میں طے ہونے لگی۔ اور برسوں کے سفر گھنٹوں میں طے ہونے لگے۔ اسلام کا یہ دعویٰ کہ میں تمام زمانوں اور تمام قوموں کے لئے ایک ہی مشترکہ پیغام لایا ہوں۔ حالات اور واقعات سے صحیح ثابت ہونے لگا' اسلام سے قبل دنیا کے حالات ایسے تھے کہ مشترکہ تربیت ناممکن تھی۔ چنانچہ زمانہ کے حالات کے مطابق نبی الگ الگ قوموں اور ملکوں کے لئے مبعوث ہوتے رہے کیونکہ اپنے ملک کے باہر دعوت واشاعت میں ناقابل عبور مشکلات تھیں۔ تاآنکہ رحمت حق جوش میں آئی' حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا اس شمع کے نور سے دنیا میں روشنی پھیلی۔

اب دنیا کو معلوم ہوا کہ اختلاف مذہب کی بنا پر انسان گروہوں میں تقسیم ہوچکے ہیں۔ اس لئے ہر شخص نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ دنیا کو ایک مشترکہ مذہب کی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے کہ اب

قائد احرار چوہدری افضل حقؒ

زمانے کے حالات اتنے بدل چکے ہیں کہ لوگ یوں بھی اختلاف مذہب کی بنا پر ایک دوسرے کو جہنمی قرار دینے کو ناپسند کرتے ہیں گویا زمانہ نئے نئے نبیوں کے دعووں کی بنا پر گروہ در گروہ تقسیم ہونے سے بالکل انکار پر آمادہ ہے اب زمانے کی سپرٹ کو "لانبی بعدی" کے ارشاد اور "الیوم اکملت لکم دینکم" کے ربانی حکم کو ملاکر پڑھو تو منشائے ایزدی صاف معلوم ہوجاتا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور ان پر دین کی تکمیل سے اس زمانہ کی سپرٹ اور ضرورت پوری ہوجاتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم میں اس زمانہ کے حالات اور اس زمانے کے انسانوں کی سپرٹ پورے طور پر موجود تھی یا یوں کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام دنیا کے لوگوں میں خود بخود یہ سپرٹ پیدا کردی کہ اب تمام دنیا ایک ہی پیغام اور ایک ہی پیغامبر کے تابع ہوجائے۔ ادھر تکمیل دین کی آیت اتری لانبی بعدی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت فرمادی۔ ساتھ ہی آنے والے زمانے کی سپرٹ نے "لانبی بعدی" اور "اکملت لکم دینکم" کی تصدیق کردی۔

مرزائی کہتے ہیں کہ باب نبوت کے بند ہونے کے دعویٰ کے یہ معنی ہیں کہ اللہ کی رحمت کا دروازہ بند ہوگیا۔ ان کا یہ دعویٰ ہے کہ لوگوں کو رشد وہدایت کے لئے نبیوں کا ظہور تاقیامت ضروری ہے۔ دیکھو سلامتی کے مذہب یعنی دین اسلام میں ایک حد تک اس ضرورت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یعنی مجددوں کے آنے کا اقرار موجود ہے۔ مگر مرزا صاحب اس کے مصداق نہیں ہیں لیکن کسی ایسے نبی کے آنے کا انکار ہے جس کے دعویٰ کی بنا پر اس کے نہ ماننے والے لوگ قابل مواخذہ سمجھے جائیں گے۔ غور کرو کہ بنی نوع انسان کے لئے اسلام کی پیش کردہ صورت باعث رحمت ہے یا

مرزائیوں کا مذہبی دعویٰ دنیا کے لئے بجز ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی یا اسی قسم کے بعد کے آنے والے نبیوں پر ایمان نہ لانے والا کافر ہے' بعض اوقات دانا بھی بے وقوفوں کی سی باتیں کرنے لگتے ہیں۔ مرزائیوں میں سے اکثر اس دعویٰ کے بودا پن کے قائل ہیں' یعنی ایک خاص جماعت لاہوری مرزائیوں کے نام سے مشہور ہے' اسی بنا پر مزید مرزا کی نبوت سے منکر ہے لیکن قادیانی مرزائیوں میں سے تعلیم یافتہ طبقہ مرزا صاحب کو نبی مان کر نہ صرف عالم اسلام بلکہ زمانہ بھر کے لئے مذاق کا باعث بن رہا ہے۔ اگر اسلام کے اصول اور زمانہ کی سپرٹ کے خلاف مرزائیوں کی طرح یہ تسلیم کر لیا جائے کہ باب نبوت تاقیامت کھلا رہے گا اور آنے والے نبی پر ایمان نہ لانے والا جہنمی قرار دیا جائے گا۔ تو غور کرو نسلوں کی نسلیں یونہی کفر کی موت مریں گی اور نبیوں کے حلقہ احباب سے باہر سب دنیا جہنم میں جائے گی اور بار بار نسل انسانی بیش از بیش مذہبی گروپوں میں تقسیم ہوتی چلی جائے گی اور مذہبی تنازعوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔

قادیانی کہتے ہیں کہ نبوت کے دروازے کا بند کرنا ایک انوکھی بات ہے۔ حالانکہ وہ اس انوکھی بات کے قائل ہیں کہ اسلام اور اسلام کے بانی کی دعوت تمام دنیا اور قیامت تک کے لئے ہے' اب اس تعلیم میں کمی کی گنجائش نہیں۔ جب ایک نبی برخلاف تمام پچھلے نبیوں کے تمام دنیا کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے آچکا' تو پھر کسی نئے مدعی نبوت کی ضرورت ہی پیدا نہیں ہوتی۔ ہاں اگر مرزائی حضرات اس امر کا باطل دعویٰ کریں کہ جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایک قوم یا کسی ایک خاص ملک کے لئے مبعوث ہوئے تھے' اور مرزا قادیانی کسی اور ملک اور کسی اور قوم کے لئے نازل ہوئے اور خاص خاص ملکوں اور قوموں کی ہدایت کے لئے خاص نبیوں کو بھیجنے کی سنت ابھی جاری ہے لیکن وہ ایسا تسلیم نہیں کرتے' بلکہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے آفتاب ہدایت ہیں۔ تو اس آفتاب کے سامنے مرزائیوں کا دیا جلانا بے شک بے عقلی کی بات ہے۔ اسلام کا یہ دعویٰ کہ تمام آنے والی نسلوں اور زمانے کی ضرورتوں کا کفیل ہے اور قرآن پر مسلمانوں اور قادیانیوں کا مشترکہ یقین کہ اس کے مخاطب تمام قومیں' تمام نسلیں اور تمام آنے والا زمانہ ہے۔ اس اعتقاد کو ختم کر دیتا ہے کہ نبوت کا باب بدستور کھلا ہے۔

کاش! مرزائی اتنی موٹی بات کو سمجھیں کہ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ وہ تمام ملکوں اور قوموں کیلئے مشعل ہدایت ہیں اور قرآن تاقیامت مومنین کی جان کا نور رہے گا تو باب نبوت کا وا سمجھنا سوائے فتنہ کے دروازے کھولنے کے اور کیا مطلب رکھتا ہے؟

عزیزو! اس پکی بات پر یقین رکھو کہ اسلام تمام قوموں' تمام ملکوں اور تمام زمانوں کے لئے بہترین دستور عمل ہے اس لئے اس پیغام کو لانے والا تمام قوموں اور تمام ملکوں کے لئے واجب التسلیم پیغمبر ہے۔ عقل انسانی اور ضرورت زمانہ کو تو اب ار... نے پر اصرار ہے کہ قومیں نئے نئے نبیوں ...وں کی بنا پر گروہوں میں تقسیم نہ ہوں۔ ...نیا کا ایک ہی مشترک مذہب ہو جو امن و سلامتی اور بنی نوع انسان کے اتحاد کا ضامن ہو۔ یہ مذہب اسلام ہے اس کو لانے والے کے فیض کو تمام زمانوں کے لئے کافی قرار دیا جائے۔

مرزائیت اور کمیونزم

صرف سرمایہ ہی طبقات پیدا نہیں کرتا بلکہ انسانوں میں گروہ بندی کرنے والے اور بھی محرکات ہیں' ان سب سے بڑا ذریعہ مختلف نبیوں پر ایمان ہے۔ قومیں خدا پر ایمان کے نزاع پر مختلف نہیں بلکہ مختلف نبیوں پر ایمان لانے کے باعث الگ الگ ہیں۔ پہلے آمدورفت کے وسائل کی کمی کی وجہ سے ہر ملک ایک الگ دنیا تھی' الگ الگ پیغمبروں کے ذریعے ہر ملک کی روحانی تربیت ضروری تھی' ایک ملک میں بیٹھ کر سب ملکوں میں پیغام پہنچایا جا سکتا تھا' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دین مکمل ہوا' آپ نے لانبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کا اعلان کر کے دنیا کو اتحاد کا مژدہ سنایا کہ آئندہ نبیوں کی بناء پر قوموں کی تربیت ختم ہو گئی' آؤ ایک محکم دین کی طرف آؤ یہ سب کے حالات کے مطابق ہے۔ اسلام تمہارے سارے عوارض کا مکمل نسخہ ہے' زمانے نے دیکھ لیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بتدریج دور دور کے ملک آمدورفت کے سلسلوں میں آسانیوں کے باعث نزدیک تر ہوتے گئے۔ اب تو دور دراز ملک ایک شہر کے محلوں سے بھی قریب معلوم ہونے لگے ہیں' اس لئے ملک ملک کے لئے علیحدہ پیغامبر کی ضرورت نہ رہی تھی۔

اب انسانی دماغ کافی نشوونما پا چکا تھا' لوگ اپنا بھلا برا خود سمجھنے لگے' اب ایک سچائی پیش کرنا کافی ہے' باقی معاملہ لوگوں کی سمجھ پر چھوڑنا کفایت کرتا ہے' مذہب کی سچائی اب سمجھ سے بالا نہیں بلکہ تعصب کے باعث سے قبول کرنے میں دقت ہے' دنیا نے دیکھ لیا سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آتے ہی اہل دنیا کی عقل اور علم نے حیرت انگیز

ترقی کی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے معنی یہ تھے کہ اب انسانیت سن شعور کو پہنچ چکی ہے' اب کسی اسکول ماسٹر کی ضرورت نہیں۔ جو لوگ دنیا کے حالات کا مطالعہ کر سکتے ہیں وہ سچی اور جھوٹی بات میں فرق کر کے صحیح راہ تلاش کر سکتے ہیں' اب مکمل سچائی یعنی اسلام ہم تک پہنچ گیا' اب کسی نبی کی ضرورت نہ رہی' اگر ہم نبوت کا سلسلہ ابھی تک جاری مان لیں تو پھر مختلف نبیوں پر ایمان کے باعث قوموں' ملکوں اور انسانیت میں تقسیم در تقسیم کا عمل جاری رہے گا۔ پہلے تو ملک ملک ایک الگ دنیا تھی' الگ الگ نبیوں کی ضرورت تھی' اب جب دنیا سمٹ کر ایک کنبہ میں رہتی ہے تو نبوت کے مختلف دعویداروں کا آنا دنیا کو تقسیم بلا ضرورت کرنے سے کم نہ تھا' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لا نبی بعدی کا ارشاد دنیا کے لئے رحمت کا پیغام اور انسانیت کے لئے خوشخبری تھی۔

ہندوستان کی سرزمین عجیب ہے' قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ۳۰،۴۰ برس کی توجہ تعمیری کاموں کی بجائے اس تنسیخی کی طرف لگی رہی' ایک حصہ کٹ کے الگ ہو گیا۔ انگریزی حکومت کے زیر سایہ چھوٹے بڑے راجے' نواب پرورش پا کر سرکار کے گن گاتے ہیں' اسی طرح حکومت کو اعتراض نہ تھا اگر متعدد نبی اور کوئی ایک سرکاری ولی پیدا ہو کر ان کے دعا گو بنے رہیں' انہیں امور سلطنت میں سہولت درکار تھی' مسلمانوں کو قابو میں رکھنے کی تدبیروں میں سے یہ بھی حکومت انگریزی کی کارگر تدبیر تھی کہ روحانی اداروں پر ان کے ہوا خواہ قابض ہوں اور یوں سرکار انگریزی کی وفاداری مسلمانوں کا جزو مذہب بن جائے پنجاب اور سندھ میں ہر پیر خانہ سرکاری تعلق داری اور وظیفہ خواری پر پرورش پا رہا ہے' یہ تو پیر تھے۔ مگر حکومت کو قادیان کا پیغمبر ہوا خواہی کے لئے مل گیا' مسلمان سیاسی اور مذہبی طور پر انگریزی غلامی پر مطمئن ہو گئے۔ مسلمانوں کی موجود مدہوشی کی بڑی وجہ انگریز کی یہ کامیاب تدبیر ہے' پھر تو ساری اسلامی آبادی حکومت کی منقولہ جائیداد بن کے رہ گئی تھی' جہاں سے اٹھائیں جہاں ڈالیں' مخالفت کی ایک آواز نکالنا مشکل تھی' انگریزی حکومت کی سب سے زیادہ قادیان کی جماعت کو حاصل تھی' یہ تائید اتنی زیادہ تھی کہ اکثر سرکاری محکموں میں وہ بہت اثر و رسوخ کے مالک ہو گئے۔ بعض جگہ تو سارے کا سارا ضلع ان کے اثر و رسوخ میں آ گیا' لوگ حکومت کی تائید حاصل کرنے کے لئے قادیانی کی تائید حال کرنا ضروری سمجھتے تھے' محکمہ سی آئی ڈی تو الگ رہا قادیانی مرزائی حکومت کو تفصیلی خبریں پہنچاتے تھے' حکومت وقت کے خلاف آزادی کی ہر آواز کو دبانے کے لئے اس جماعت کے افراد سب سے پیش پیش تھے' اسی لئے لوگ قادیانی آواز کو حکومت کی آواز کی صدائے بازگشت سمجھتے تھے اور بے حد خائف تھے' یہ لوگ معمولی آئینی ایجی ٹیشن کو بڑھا چڑھا کر سرکار کے دربار میں بیان کرتے تھے' انتخابات میں حال یہ تھا کہ ہر امیدوار قادیان کی حمایت حاصل کرنا ضروری سمجھتا تھا' جسے یہ تائید حاصل ہو گئی اسے گویا سرکاری تائید حاصل ہو گئی۔ پس قادیانی تحریک کی مخالفت سیاسی اور مذہبی دونوں وجوہات کی بنا پر تھی جس اسلامی جماعت نے مسلمانوں کو آزاد اور توانا قوم دیکھنے کا ارادہ کیا ہو' اسے سب سے پہلے اس جماعت سے ٹکرانا ناگزیر تھا' اس جماعت کے اثر و رسوخ کو کم کئے بغیر آزادی کا تصور کرنا ممکن نہ تھا' شاید ہماری آئندہ نسلیں قادیانیوں کے خلاف ہماری جدوجہد کی قدر و قیمت کا اندازہ لگانے میں اس طرح کی غلطی کھائیں' جس طرح مذہب سے بیزار اور اشتراکیت کا شیدائی کھا رہا ہے' تعجب ہے کہ اقتصادی مساوات کے حامی لوگ صرف ہمارے مذہبی رجحانات کو دیکھتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ احرار سرمایہ داری کے مضبوط قلعے پر حملہ آور ہیں۔

مسلمان مرزائیوں کے خلاف آرا کیوں ہیں؟

☆...... ہم اس امت مرتدہ کے بحیثیت انسان مخالف نہیں' نہ ان کے عزت و آبرو کے دشمن ہیں لیکن ان کے مکر و فریب اور دجل و تلبیس سے بچنا ہم اپنا قدرتی حق سمجھتے ہیں۔

☆...... یہ لوگ سیاسی طور پر مسلمانوں کے ساتھ صرف اس لئے رہنا چاہتے ہیں کہ عام مسلمانوں کے حقوق سے فائدہ اٹھائیں' لیکن ان کا مذہبی اور معاشی مقاطعہ کر کے نہ صرف اپنی علیحدہ قوت تعمیر کرتے بلکہ مسلمانوں کی دینی و ملی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

☆...... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ خواہ ظلی ہو یا بروزی نہ صرف اسلام پر ضرب کاری کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ مسلمانوں میں انتشار عظیم پیدا کرنے کا بھی باعث ہے۔

☆...... یہ لوگ برٹش امپریلزم کے کھلے ایجنٹ ہیں۔

☆...... مسلمانوں میں ففتھ کالم کے طور پر کام کرتے ہیں۔

☆......ان کا وجود مسلمانوں کی داخلی زندگی کے لئے اسرائیل سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

☆...... انگریزوں نے مرزائیوں سے مسلمان ملکوں کی جاسوسی کا کام لیا ہے۔

☆......انہوں نے انگریزوں کی غلامی کے لئے نبوت کاذبہ کا کھڑاک رچا کہ الہام کی زبان میں سند مہیا کی ہے۔

☆...... انہیں مسلمانوں کی جمعیت سے حذف کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ ان کا وجود نہ صرف مسلمانوں کے تمام فرقوں کی نظر میں خارج از اسلام ہے بلکہ ان کی اپنی تحریروں میں درج ہے کہ :"یہ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔"جب یہ تمام مسلمانوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو پھر مسلمانوں میں شامل رہنے پر مصر کیوں ہیں ؟

☆...... انہوں نے مسلمانوں کی مقدس مصلحات کو اپنے حاشیہ برداروں اور اپنے گماشتوں پر استعمال کر کے نہ صرف ان الفاظ کی قدرو قیمت کو ہلکا کیا ہے بلکہ اس تقدس اور پاکیزگی کو بھی عاجز کیا ہے جو ان الفاظ اور مصطلحات سے وابستہ ہے۔

☆...... جو مسلمان اس امت مرتدہ کو مسلمانوں کا جزو خیال کرتے ہیں اور ان کے وسائل سے مرعوب ہو کر اس تحریک کو محض احرار کی تحریک سے تعبیر کرتے ہیں وہ اسلام اور نفس اسلام کے تقاضوں کو نہیں سمجھتے' ان کے نزدیک اسلام بھی دوسرے مذہب کی طرح انسان کا ذاتی معاملہ ہے اور یہی وہ نقطہ نگاہ ہے جس سے مرزائیت کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

☆☆...............☆☆

توہین رسالت کے مرتکب ریاض احمد گوہر شاہی کی سزا سے گستاخانِ رسول کو عبرت حاصل ہوگی' گوہر شاہی کو حکومت پاکستان وطن واپس لاکر سزا پر عمل درآمد کرائے' عدلیہ نے تاریخی فیصلہ سنا کر مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی ترجمانی کی ہے' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہر گستاخ رسول کے لئے سد راہ بنے گی (علماً کرام کا تبصرہ)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا علامہ احمد میاں حمادی' مولانا بشیر احمد' مولانا نذیر احمد تونسوی' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا نذر عثمانی' مولانا محمد علی صدیقی' مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن' مولانا راشد مدنی' مولانا محمد مکی' مولانا محمد انور فاروقی' مولانا اسد اللہ خالدی' مولانا محمد طیب لدھیانوی' امتیاز احمد' مولانا بشیر احمد' شبیر احمد' مولانا نعیم امجد سلیمی' عبداللطیف طاہر' مولانا مفتی نصیب الرحمٰن' مولانا مفتی منیر احمد اخون' عتیق الرحمٰن لدھیانوی' مولانا محمد یحیٰی لدھیانوی' جمعیت علماً اسلام (ف) کے رہنما ڈاکٹر علامہ خالد محمود سومرو' مولانا قاری شیر افضل خان' قاری محمد عثمان' مولانا سید حماد اللہ شاہ' مولانا عبدالکریم عابد' جمعیت علماً اسلام (س) کے رہنما مولانا محمد اسعد تھانوی' مولانا اقبال اللہ' مولانا مشتاق احمد عباسی' سپاہ صحابہ کے رہنما مولانا محمد احمد مدنی' مولانا عبدالغفور ندیم' مولانا اللہ وسایا' مولانا حفیظ الرحمٰن اور دیگر مذہبی و دینی اداروں کے رہنماؤں نے گستاخ رسول ریاض احمد گوہر شاہی کو عدالت کی طرف سے ۹۲ سال قید بامشقت کی سزا ملنے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ قرآن و سنت کی روشنی میں گستاخ رسول کی سزا' سزائے موت ہے' نبی کا گستاخ اس دھرتی پر زندہ رہنے کا حق نہیں رکھتا۔ تاہم عدالت نے گوہر شاہی کو مذکورہ سزا سنا کر کسی حد تک مسلمان قوم کے عموماً اور اسلامیان پاکستان کے خصوصاً دل جیت لئے ہیں اور یہ تاریخی فیصلہ گستاخانِ رسول کے لئے درس عبرت ہے۔ اگر انہوں نے اپنے سیاسی مفادات اور روحانیت کی آڑ میں کفریہ عقائد و عزائم کا پرچار بند نہ کیا تو ان کا حشر بھی گوہر شاہی سے مختلف نہ ہوگا۔ علماً کرام نے جناب جسٹس عبدالغفور میمن کو زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اپنے آپ کو یقیناً شفاعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مستحق بنالیا ہے۔ کیس کے مدعی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے رہنما علامہ احمد میاں حمادی نے گستاخ رسول کو سزا دلوانے کے لئے جو جدوجہد کی اور مسلمانوں کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا وہ اس پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ علماً کرام نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ گوہر شاہی ملعون کو حکومت اپنے ذرائع سے وطن واپس لاکر اسے مذکورہ سزا دے اور اس کا کفریہ عقائد پر مبنی تمام لٹریچر ضبط کر کے اس کی جماعت کو خلاف قانون قرار دے۔ علماً نے یہ بھی واضح کیا کہ اگر کسی سیاسی دباؤ یا مصلحت کو سامنے رکھ کر حکومت نے ماضی کے رحمت مسیح' سلامت مسیح کیس کی طرح کوئی سودے بازی کی کوشش کر کے گوہر شاہی جیسے گستاخ کو چھوڑا تو اس کا انجام انتہائی خطرناک ہوگا۔

☆☆☆☆☆

مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ

المعروف "علی میاں" مرحوم کے حالاتِ زندگی

محمد اکرم فضل (الریاض)

کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ کہ جنہیں خانہ خدا اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری نصیب ہوتی ہے اور کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ کہ جنہیں ان دونوں مقامات یعنی حرمین الشریفین کی خدمت کا موقع نصیب ہوتا ہے' اور کتنے قابل رشک ہیں نصیب ان لوگوں کے کہ جنہیں خانہ کعبہ کی کلید (کنجی) عطا ہو جائے خصوصاً ان کی دینی اور علمی خدمات کے اعتراف کرتے ہوئے۔ ایسی خوش قسمت اور قابل رشک شخصیات جنہیں ان کی دینی اور علمی خدمات کے اعتراف کرتے ہوئے خانہ کعبہ کی کلید پیش کی گئی ابھی تک شاہ فیصل بن عبدالعزیز مرحوم اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مرحوم صرف دو ہی شخصیات ہو گزری ہیں۔

عالم اسلام کی گرانقدر اور خانہ کعبہ کی کلید بردار ان دو شخصیات میں سے ثانی الذکر مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک اپنے آبائی گاؤں تکیہ (ضلع رائے بریلی' یوپی) میں حسب معمول نماز جمعہ سے قبل قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول تھے کہ فرشتہ اجل نے آپ کو سورۂ کہف کی تلاوت کے دوران لبیک کہا اور آپ اس دار فانی سے دار البقا کو روانہ ہو گئے (اناللہ وانا الیہ راجعون) آپ پر کچھ عرصہ قبل فالج کا حملہ ہوا تھا تاہم آپ بتدریج صحت یاب ہو رہے تھے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً ۸۵ برس تھی' آپ کو آپ کے آبائی گاؤں کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ واضح ہو کہ آپ کی رفیقہ حیات کا دو ہی برس قبل انتقال ہوا تھا۔

آپ کی ولادت باسعادت ۶ محرم ۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۹۱۴ء میں رائے بریلی (یوپی) کی اس تاریخی بستی میں ہوئی جہاں سے مولانا مدظلہ کے جد امجد سید احمد شہیدؒ (۱۲۰۱۔۱۲۴۶ھ) کی وہ اصلاحی و انقلابی تحریک ابھری تھی جس کی بدولت تیرہویں صدی ہجری میں دین خالص' جہاد فی سبیل اللہ' خلافت راشدہ کے نقشے پر ہندوستان میں حکومت شرعیہ کی تشکیل اور دین حق کی سربلندی کے لئے جان و مال کی قربانیاں دینے کا جذبہ بیدار ہوا شاہ احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں پہلی اسلامی ریاست کے بانی اور تحریک مجاہدین کے قائد تھے جو سکھوں کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے بالاکوٹ میں شہید ہو گئے تھے۔ آپ کی پہلی کتاب "سیرت سید احمد شہیدؒ" ہی تھی جو ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی تھی۔

عالم اسلام میں آپ کی پہچان آپ کے اپنے اصل نام (سید ابوالحسن علی ندوی) کی بجائے "علی میاں" کے نام سے زیادہ رہی ہے۔ آپ نے حدیث' فقہ' سیرت' تفسیر' تاریخ ادب عرب اور امت مسلمہ کو درپیش مسائل پر بے شمار کتب تصنیف کی ہیں۔ آپؒ اپنی ذات میں ایک شخص نہیں بلکہ پوری علمی و دینی کائنات کا نام تھے' مسلمانان ہند کے لئے آپؒ کا وجود ایک مضبوط قلعہ کا درجہ رکھتا تھا' آپ نہ صرف عالم اسلام بلکہ پوری دنیا کے اہل ایمان اور علمی' دینی اور عربی زبان و اسلامی ادب کے ستون' فقید المثال اور معتبر داعی اسلام' ادیب و خوش بیان مقرر تھے۔ آپ نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا کہ انسانی تمدن و تہذیب کی تعمیر و ترقی میں مرد مومن کا کردار کلیدی تھا ہے اور رہے گا۔ آپ برصغیر کی ایک قدر آور شخصیت کی حیثیت سے ابھرے' بیسویں صدی کے مشاہیر علماً میں سے ان کی مثال میں صرف گنے چنے نام ہی پیش

کئے جا سکتے ہیں۔

آپ نے تعلیم و تربیت اور تصنیف و تالیف کے شعبہ میں اسلامیان برصغیر کے لئے خصوصاً اور مسلمانان عالم کے لئے عموماً جو خدمات انجام دی ہیں وہ نہایت غیر معمولی ہیں۔ آپ نے جدید اور قدیم طبقے کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے اور دیوبند اور علیگڑھ کے درمیان قائم خلیج کو پر کرنے کے لئے دینی نظام تعلیم وتربیت کے لئے آواز بلند کی' ندوۃ کی شاخیں قائم کیں اور اس سلسلے میں قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ آپ نے صوبہ اتر پردیش کی دینی تعلیم و تربیت کی کمیٹی کی حیثیت سے نصاب میں اصلاح کا کام کیا۔ آپ اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ کی مجلس علمی کے رکن اور شاہ سعود یونیورسٹی الریاض کے اسلامی فنڈ اور برطانیہ شاخ فاؤنڈیشن فار اسلامک اسٹڈیز اینڈ ریسرچ لکسمبرگ کے سربراہ اور متعدد تعلیمی اداروں کے رکن اور راہنما تھے۔ آپ نے اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ اور دمشق یونیورسٹی میں استاذ زائر کے فرائض بھی انجام دیئے۔ آپ عربی یونیورسٹیوں کی فیڈریشن آف اسلامیات کے بھی رکن تھے۔ آپ کی عربی تحریر و خطابات کا لوہا آپ کے استاد بھی مانتے تھے' ایک مرتبہ خود آپ کے استاد شیخ تقی الدین الہلالی نے عرصہ دراز کے بعد اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ میں آپ کی تقریر سن کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے آپ کی پیشانی چوم لی تھی۔ آپ کی بعض عربی تصانیف کئی عرب ممالک کی یونیورسٹیوں میں نصاب کی حیثیت سے شامل ہیں۔ عربی زبان کی محافظ تنظیموں مثلاً دمشق کی مجمع علمی اور اردن کی مجمع علمی کے رکن تھے۔ آپ کا مقام عصر حاضر کے علماً میں بہت اونچا تھا' دینداری آپ کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی' آپ کی علمی شخصیت بلند پایہ اور سیرت و کردار صالحیت کی روشن مثال تھی۔ آپ نے تحریر و تقریر کے ذریعے عالم اسلام کی دینی' اخلاقی سربلندی اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے جو سعیٔ مسلسل کی ہے اور اسلامی تعلیمات کی تشریح کے دوران عصر حاضر کے مسائل کو پیش نظر رکھا وہ آپ کی آخرت کے لئے عظیم سرمایہ ثابت ہوگا۔ (انشاء اللہ العزیز)

آپ کی مختلف زبانوں میں چھوٹی بڑی تصانیف کی تعداد سات سو کے قریب بنتی ہے' جن میں صرف عربی زبان میں ۱۷۰ کے قریب کتب ہیں۔ عربی زبان میں سب سے زیادہ شہرت پانے والی "ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین" (انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر)' نامی کتاب ہے۔ اس کتاب کی افادیت واہمیت کے باعث آج دنیا کا کوئی کتب خانہ شاید ہی اس سے خالی ہوگا۔ آپ کی دیگر کتب میں سے "تاریخ دعوت و عزیمت' مصلحین امت کے سوانح حیات' جب ایمان کی بہار آئی' ارکان اربعہ' اسلامی علوم و فنون ہندوستان میں اور عہد اسلامی کا ہندوستان" وغیرہ کو عوام و خواص میں کافی مقبولیت حاصل ہوئی۔ آپ کی کتاب "نقوش اقبال" نے حکیم الامت اور ان کی شاعری کو عرب دنیا میں روشناس کرایا اور وہاں کے ادیبوں سے تحسین کرائی' آپ کے ادبی ذوق کے نکھار میں دو عرب اساتذہ مراکش کے ڈاکٹر تقی الدین الہلالی اور یمن کے شیخ خلیل بن محمد الانصاری کے نام سرفہرست ہیں۔

آپ سارے عالم اسلام سے تعلق رکھتے تھے لیکن برصغیر کے مسلمانوں کے مسائل سے آپ خصوصی دلچسپی فرماتے تھے۔ عربوں کے ساتھ آپ کی جذباتی وابستگی تھی اسی لئے آپ نے عربوں پر تنقید کرتے وقت احترام کا انداز اختیار کیا۔ آپؒ نے عرب حکمرانوں سے مراسلت کر کے انہیں صحیح سمت میں چلنے پر متعدد مرتبہ توجہ دلائی ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مولاناؒ کے خمیر' دین' فکر اور دل و دماغ میں اس طرح رچی بسی ہوئی تھی جیسے گلاب میں خوشبو۔ آپ صرف اہل اسلام ہی نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان میں نیکی' شرافت' انسانیت اور اخلاق کا چلن عام کرنا چاہتے تھے' آپ صبر و ضبط کا دامن تھامے ہوئے معلوم ہوتے' آپ نے اپنے عزیزوں کی تعلیم و تربیت پر اپنا قیمتی وقت صرف کیا اور ان میں دینی ذوق اور علمی شوق پیدا کرنے کی جدوجہد کی۔

آپ کے والد ماجد مولانا عبدالحئی مرحوم "نزھۃ الخواطر" جیسی علمی کتاب اور "گل رعنا" جیسی اردو شعراً کے مشہور تذکرے والی کتاب کے مصنف تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ خیر النسا

حافظ قرآن' کئی کتابوں کی مصنفہ اور شاعرہ تھیں' کمسنی ہی میں آپ نے والدہ کے زیر سرپرستی قرآن کریم حفظ کر لیا تھا۔ آپ نے بارہ برس کی عمر میں عربی' فارسی اور انگریزی زبانیں سیکھ لیں تھیں اور جب آپ نے لکھنو یونیورسٹی میں داخلہ لیا تو وہاں کے سب سے کم عمر طالبعلم آپ ہی تھے۔ آپ نے لکھنو یونیورسٹی' ندوۃ العلماء' دیوبند اور لاہور میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۳۴ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں مدرس کی حیثیت سے تدریس کے فرائض انجام دینا شروع کئے۔ جب آپ ۱۹۳۹ء میں ہندوستان کے اہم دینی مراکز کے دورے پر نکلے تو مولانا محمد الیاسؒ سے ملے اور کئی برس تک تبلیغی جماعت کے ساتھ دعوت و تبلیغ کے کاموں میں گاؤں گاؤں پھرے' مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ اور مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ اور بعد ازاں مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کے ساتھ بھی کچھ عرصہ گزارا۔

۱۹۴۳ء میں ادارۂ تعلیمات اسلام کے نام سے تعلیم بالغاں' تعلیم القرآن اور اشاعت اسلام کا مرکز لکھنو میں قائم کیا جس میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کے سابق ناظم دینیات مولانا عبدالسلام قدوائیؒ اور صدر شعبہ اسلامک عرب ایرانین اسٹڈیز پروفیسر مشیر الحقؒ بھی آپ کے ساتھ شریک رہے۔ ۱۹۴۸ء میں ندوۃ کی مجلس انتظامیہ کے رکن اور ۱۹۵۴ء میں علامہ سید سلیمان ندویؒ کی وفات کے بعد معتمد تعلیمات اور ۱۹۶۱ء میں ڈاکٹر عبدالعلیؒ کی وفات کے بعد ناظم بنائے گئے۔

آپ نے ندوۃ میں ایک استاد کی حیثیت سے ذمہ داری سنبھالی جہاں تدریس کے ساتھ ساتھ دارالعلوم میں تعلیم و تربیت اور دوسری ثقافتی سرگرمیوں کا شعبہ بھی سنبھالا۔ آپ طویل عرصہ تک ندوۃ العلماء کی صدارت کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ آپ نے لکھنو میں ایک تحقیقاتی اور نشریاتی ادارہ بھی قائم کیا' ہند اور بیرون ہند کے نمایاں ادبی اور ثقافتی اداروں سے گہرا تعلق اور رابطہ رکھا۔ آپ دارالمصنفین اعظم گڑھ' شبلی اکیڈمی کے چیئرمین بھی تھے۔ آپ کے بڑے بھائی ڈاکٹر عبدالعلی الحسنیؒ جنہوں نے ندوۃ اور دیوبند (دونوں اداروں) سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد بی ایس سی' ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی تھی۔ ندوۃ العلماء کے مقبول ناظم تھے اور وہی آپ کے مربی بھی تھے کیونکہ آپ کے والد بزرگوار حکیم سید عبدالحئی ۱۹۲۳ء میں جبکہ آپ کی عمر نو برس تھی' اس دار فانی سے کوچ کر گئے تھے۔

حکومت دبئی کی طرف سے سال ۱۹۹۸ء کی سب سے بڑی اسلامی شخصیت تسلیم کرتے ہوئے آپ کو خصوصی ایوارڈ ایک ملین (دس لاکھ) درہم پیش کئے گئے۔ آپؒ نے تقریب ایوارڈ کے موقع پر فرط انکسار سے اس ایوارڈ کو محض عطیہ الٰہی قرار دیا اور قرون اولیٰ کی مثالی شان استغنائی کے ساتھ فرمایا:

"میں آج اس پورے مجمع کو گواہ بنا کر ایوارڈ میں ملنے والی رقم کو ہندوستان' بیرون ہندوستان میں دینی تعلیم کے فروغ اور اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت کے لئے وقف کرتا ہوں۔"

آپ کی دینی خدمات کے اعتراف کے طور پر آپ کو ۱۹۸۰ء میں شاہ فیصل ایوارڈ سے نوازا گیا۔ آپ کو رابطہ ادب اسلامی کا بانی رکن بنایا گیا۔ آپ ہندوستان مسلم پرسنل لاء بورڈ کے سربراہ بھی تھے اور عربوں کے لئے مخصوص اداروں کے صدر نشین بھی' آپ عصر حاضر کی ان معدودے چند شخصیات میں سے ایک تھے جن کو تمام عالم میں نیک نامی سے یاد کیا گیا۔ آپ کی شخصیت نہایت ہمہ گیر تھی اور دین حق کی دعوت و حمایت کے لئے آپ کا اخلاص بے مثال تھا۔ آپ ایک مخلص داعی اور بے لوث مبلغ اسلام' نکتہ سنج مؤرخ' صاحب بصیرت ادیب' انسانیت دوست خطیب اور مایہ ناز ماہر تعلیم بھی تھے۔ توحید خالص میں پختگی اور عشق رسول ﷺ سے وابستگی سنت رسول سے والہانہ عشق اور اخلاص و ایثار کے پیکر تھے۔ آپ کی ذات گوناگوں خوبیوں کا حسین امتزاج تھی۔ آپ کی وفات سے علمی دنیا ایک ایسی ہستی سے محروم ہو گئی جنہیں سلف صالحین کا نمونہ اور قرون اولیٰ کے اہل دل اور اہل ایمان کی یادگار ہستی شمار کیا جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت بخشے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات سے نوازے۔ (آمین)

☆☆......☆......☆☆

ظلمت کدہ سے نورِ اسلام کی طرف

جناب ڈاکٹر عامر لطیف شاہد

سچ ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ میرا تعلق دریائے چناب کے کنارے واقع ایک گاؤں سے ہے۔ میں ایک عیسائی گھرانہ میں پل کر جوان ہوا۔ آج سے کئی سال پہلے جب میں ملتان سائنس کالج میں ایف ایس سی کا طالب علم تھا تو ایک دن مجھے ایک خط ملا جس میں یہ تحریر تھا کہ :

"بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ نے اپنے والدین کو تلاش نہیں کیا اور جن کو تم ماں باپ تصور کرتے ہو یہ آپ کے ماں باپ نہیں' آپ تصدیق کر سکتے ہیں۔"

نیچے ان صاحب کا مکمل پتہ بھی درج تھا۔ میری وہ رات کانٹوں پر بسر ہوئی مجھے یہ خیال ہوا کہ ضرور یہ کوئی دشمن یا تخریب کار ہے۔ جس نے مجھے یہ خط لکھا۔ مگر پھر میں نے سوچا کہ اگر ایسا ہوتا تو یہ شخص اپنا ایڈریس نہ لکھتا' صبح اٹھا تو ناشتہ کئے بغیر اس ایڈریس پر پہنچا' وہاں گیا دیکھا تو مسجد میں ایک مولانا صاحب بچوں کو پڑھا رہے تھے' وہ خط میں نے ان کو دیا۔ انہوں نے کہا کہ بیٹا یہ بالکل سچ ہے' تم پہلے اپنے گھر جاؤ' تصدیق کر کے پھر مجھ سے ملنا۔ میں نے واپس آکر کالج سے تین دن کی چھٹیاں لیں اور سیدھا گھر پہنچا۔ پہلے کچھ محلے والوں سے پوچھا کہ میں یہاں کیسے آیا؟ کسی نے سچ بتایا' کسی نے جھوٹ' بہر حال مجھے علم ہو گیا کہ واقعی میں ان والدین کی اولاد نہیں ہوں بلکہ یہ لوگ مجھے ایک ٹرسٹ سے لائے تھے۔ یہ ٹرسٹ تھا تو مسلمانوں کا مگر چونکہ عیسائیوں کے ناموں کے پہلے جیسے عموماً مسلمانوں سے ملتے جلتے ہوتے ہیں اس لئے ٹرسٹ کے ذمہ داروں کو یہ پتہ نہ چل سکا کہ وہ مجھے عیسائیوں کو گود دے رہے ہیں۔ بس پھر کیا تھا:

غم کی تشریح تو بہت مشکل تھی
اپنی ہی تصویر دکھادی میں نے

میرے اندر ایک ہلچل مچ گئی کہ آخر میں کیا تھا؟ میں سیدھا اس ٹرسٹ میں آیا اور ان سے اپنی شناخت کے ثبوت مانگے کہ آپ مجھے میری شناخت کا ثبوت دیں اور مدد کریں تاکہ میں اپنے رشتہ داروں تک پہنچ سکوں' انہوں نے مجھے ریکارڈ دکھایا اور میرے بچپن کی ایک تصویر بھی' اور بتایا کہ مجھے ۱۹۷۹ء میں اغوا کیا گیا تھا' اور کسی نے مجھے اس ادارے تک پہنچایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں ٹرسٹ میں رہنا چاہوں تو نہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا' مگر میں کیسے ٹرسٹ میں رہتا؟ میرے اندر تو چرچ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی تھی' میں ٹن ٹن کی آواز سن کر سب سے پہلے چرچ میں پہنچتا تھا اور بڑا پادری بننا چاہتا تھا اس کے علاوہ چرچ کی پریاں جو دل لبھاتی تھیں' ان کی محبت کو بھلا میں کیسے فراموش کر سکتا تھا:

حشر برپا ہے دل کی آنگن میں
مرحلہ سخت ہے جدائی کا
میں نے دس سال جو گلشن بہاراں میں

گزارے تھے اب ان سے بچھڑنا میرے لئے ممکن نہ تھا۔ مگر میں حیران تھا کہ میں تو مسلمان تھا پھر میں چرچ میں کیسے آگیا؟ یہی سوچ کر میں نے فیصلہ کیا کہ میں اسلام کا مطالعہ کروں گا' پھر دیکھوں گا کہ حق کیا ہے؟ جب میں نے اسلام کا مطالعہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میری زندگی تو تباہ و برباد ہو گئی ہے اور میں جہنم کی ہولناکیوں سے کبھی بھی نہ بچ سکوں گا' کیونکہ عیسائی مذہب میں تو جنسی خواہشات کی تکمیل جیسے بھی ہو کوئی گناہ نہیں اور اسلام میں اللہ کے بتائے ہوئے راستے کو چھوڑ کر ایسا کرنا سخت گناہ تھا' اب ایک طرف زندگی کے تمام اصول اور زندگی گزارنے کا منظم طریقہ تھا تو دوسری طرف بے ڈھنگا نظام حیات اور بے راہ روی جسے ہم عبادت کا نام دیتے تھے۔ کلیسا کا ماحول بھی گناہوں سے خالی نہ تھا۔

بے حیائی اگر اپنا اثر کر چکی تھی جس سے چھٹکارا مشکل تھا مگر میں اس وقت انتہائی کرب ناک سوچوں کے گرداب میں پھنس چکا تھا اور سوچتا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ کلیسا مجھے اچھا لگتا تھا مگر پھر میں سوچتا تھا کہ عیسائی بھی تو مر جاتے ہیں' یہ دنیاوی عیش کب تک ہو گا؟ مر گئے تو کیا جواب دو گے؟ اس وقت تک میں یہ جان چکا تھا کہ عیسائیت جھوٹی ہے مگر بے حیائی کے گرداب سے نکلنا بہت مشکل تھا' میں ہر مرتبہ یہ فیصلہ کرتا کہ اب آخری بار چرچ جا رہا ہوں پھر کبھی نہیں جاؤں گا اور ان لوگوں سے پھر کبھی نہیں ملوں گا' مگر ہفتہ کے دن صبح کو ایک عیسائی مبلغہ جو میری ہی تالیف

قلب پر مامور تھی ملنے آجاتی اور شام کو ہم دونوں مل کر گاؤں میں آجاتے۔

اب میں تو عیسائیت کو چھوڑنا چاہتا تھا مگر عیسائیت مجھے نہیں چھوڑ رہی تھی۔ اس بات کا علم تمام عیسائیوں کو ہو چکا تھا کہ میں آہستہ آہستہ اسلام کی طرف راغب ہو رہا ہوں اور جس دن سے انہیں یہ معلوم ہوا تھا ہر عیسائی مجھے اپنے گھر لے جاتا تھا اور میری دل داری کا ہر ممکن سامان مہیا کرتا تھا اور گھر میرے حوالے کر کے چلا جاتا تھا لیکن اب میرے دل و دماغ میں ہدایت خداوندی آ پہنچی تھی کہ یہ لوگ مجھ سے مخلص نہیں کیونکہ یہ تو مجھے زبردستی گناہوں کی دلدل میں دھکیل رہے ہیں اور یہی حال رہا تو میں نہ عیسائی رہوں گا نہ مسلمان۔ بلکہ میری حیثیت ایک لادین کی سی رہ جائے گی۔ پادری نے علیحدہ لالچ دیا کہ اگر میں عیسائیت چھوڑ گیا تو ان پر قیامت آجائے گی' مگر اب آسمانوں پر میری ہدایت کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ دسمبر ۱۹۹۱ء کے دن تھے کہ مولانا قدوسی صاحب دہلی مسجد ابدالی روڈ والے نے مجھے نصیحت کی اور جنت و دوزخ وغیرہ سے متعلق سب کچھ بتایا۔ اللہ والے تھے' ان کی بات میرے دل میں اترتی چلی گئی:

موجوں سے کٹ گئے ہیں کنارے کبھی کبھی
ہم رو پڑے ہیں درد کے مارے کبھی کبھی

اور میں جو پہلے کبھی عیسائی کبھی مسلمان تھا' پکا مسلمان ہو گیا اور چرچ کو رقعہ بھیج دیا کہ:

میں اپنے رب سے راضی ہوں
اے کلیسا تجھ سے باغی ہوں
میرا دھندلا پن ہو صاف گیا
میں بندہ پاک نمازی ہوں
میں اپنے رب پہ راضی ہوں

اس کے بعد روزانہ قدوسی صاحب مجھے ملنے آتے رہے' ایک دن آئے اور کہنے لگے کہ یار میں تین دن آپ سے نہیں مل سکوں گا' میں نے عرض کیا کہ بس دل بھر گیا ہم سے۔ کہنے لگے نہیں بھائی سہ روزہ پر جا رہا ہوں' پشاور سے جماعت آئی ہے' میں نے عرض کیا پھر مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ یہ سن کر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں اسی دن کے انتظار میں تھا:

بارش ہوئی تو دل کے دریچے سے لگ کے ہم
چپ چاپ سوگوار انہیں دیکھتے رہے

مولانا قدوسی صاحب میرے گلے لگ کر یوں رو رہے تھے جیسے انہیں کوئی بہت بڑا صدمہ ہوا ہو مگر ساتھ ہی کہتے جا رہے تھے کہ یہ خوشی کے آنسو ہیں۔ بہرکیف ان کی شفقت کی وجہ سے میں نے وعدہ کر لیا کہ میں ان کے ساتھ سہ روزہ پر جانے کے لئے کل صبح مسجد پہنچ جاؤں گا' مگر صبح نماز سے فراغت کے بعد صرف مولانا قدوسی ہی نہیں بلکہ علماً کی پوری جماعت مجھے لینے آئی ہوئی تھی۔ جماعت کو دیکھ کر دل کو وہ سکون ملا کہ ابھی تک بھلا نہیں پایا' کیونکہ کہاں ایک نو مسلم' حقیر' گناہگار اور کہاں یہ بڑے بڑے بزرگ' ہم سب مل کر پہلے ابدالی مسجد گئے۔ وہاں پر موجود بہت سارے لوگوں نے ہمارا استقبال کیا اور پھر ہمیں بڑے ہی پرتپاک انداز میں رخصت کیا' اس وقت ہر لمحہ بہت پرسکون محسوس ہو رہا تھا اور ہر نیا لمحہ حیرانگی کے ساتھ ساتھ دل پر ان مٹ نقوش چھوڑتا جا رہا تھا:

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر ہمیں انمول کر دیا

انسانیت کی قدر و منزلت کا احساس بڑھتا جا رہا تھا۔ ہمارے قافلے میں تمام کے تمام ساتھی پروفیسر اور ڈی ایس پی کے عہدے کے تھے' اس سہ روزہ میں بڑا مزہ آیا اور دل و دماغ کے دریچے کھل گئے۔ یہ مارچ ۱۹۹۲ء کی بات ہے۔ یہ وہ دن تھے جب میرے امتحانات قریب تھے۔ سہ روزہ سے واپسی پر میں نے قدوسی صاحب سے عرض کیا کہ میں کالج نہیں جانا چاہتا بلکہ میں مسجد میں رہنا چاہتا ہوں۔ مولانا نے کہا کہ بیٹا امتحان دے لو' ایک ماہ کی تو بات ہے' خدا کا کرنا یہ ہوا کہ گو میں نے محنت نہیں کی تھی اور ٹیوشن بھی نہیں پڑھی تھی' مگر امتحان میں نہ صرف یہ کہ کامیاب ہوا بلکہ ٹاپ کیا۔ اس کے بعد میں نے مولانا سے پھر ضد کی کہ اب میں اپنے والدین کو تلاش کروں گا یا مسجد میں رہوں گا' مگر وہ نہ مانے اور کہا کہ نہیں تم پڑھو' میں نے عرض کیا کہ اخراجات نہیں ہیں تو فرمانے لگے کہ پہلے کون سا تم نے خود خرچ کیا ہے تمہیں ذات ایزدی ہی لے کے چل رہی ہے۔ انسان دنیا میں نہ اپنی مرضی سے آیا ہے اور نہ اپنی مرضی کر سکتا ہے' بس جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور تم بھی وہی ہونے دو۔

مولانا قدوسی صاحب نے خود نشتر میڈیکل کالج ملتان میں میرا داخلہ کروا دیا' مگر یہاں بھی پادریوں اور اس عیسائی مبلغہ اور دوسری کلاس فیلوز اور گاؤں کے دوستوں نے ساتھ نہ چھوڑا۔ مجھے اب ان لوگوں سے مل کر بہت تکلیف ہوتی تھی' مگر میں بے بس تھا۔ نومبر

۱۹۹۸ء میں' میں نے ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کیا اور ٹرسٹ ہسپتال میں پریکٹس شروع کر دی۔ مجھے اس عرصے میں عیسائی مشنری نے بہت لالچ دیا اور گناہوں کی دلدل میں گھسیٹنے کی کوشش بھی کی' مگر میں لڑکھڑاتے لڑکھڑاتے بچا۔ اس وقت اگر مولانا قدوسی صاحب سہارا نہ دیتے اور نہ سنبھالتے تو کچھ شک نہیں کہ میں دوبارہ گناہوں کی دلدل میں اتر جاتا:

اندھیری رات پھر اس میں سناٹا بہت
تیری صدا جو نہ آتی تو مر گئے ہوتے

اب میں نے عیسائیوں اور تمام تعلق داروں کی کسی قدر مذہبی انداز کی مخالفت شروع کی' تو مجھے دھمکیاں ملنے لگیں اور اکثر میرا پیچھا کیا جانے لگا جس پر مجھے شدید پریشانی ہوئی' مولانا قدوسی صاحب نے مشورہ دیا کہ کہیں خلوت نشینی اختیار کر لوں' مگر میں نے فیصلہ کیا کہ جب موت کا ایک دن مقرر ہے تو میں کیوں چھپتا پھروں۔

بہر حال اب اپنے ایمان کو پختہ کرنے کے لئے میں چاہتا ہوں کہ مجھے اسلامی علوم پر دسترس حاصل ہو جائے اور میں عیسائیوں کو منہ توڑ جواب دے سکوں۔ نیز میں ارادہ رکھتا ہوں کہ ایک کتاب لکھوں جس کا نام "کلیسا کا اندھیرا" ہو' جس میں عیسائیت کے مکروہ چہرے سے نقاب نوچ کر اس کے اصل چہرہ کو آشکارا کیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ تقدس کی آڑ میں اس مذہب میں کیا کیا ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میں جلد از جلد اسلامی علم حاصل کر لوں اور اس کتاب کی تکمیل میں میرے پیارے اللہ میری نصرت و مدد فرمائیں' آمین۔

یہ عرض کرتا چلوں کہ خود سوچئے کہ جتنا عرصہ' یعنی ۱۹۷۹ء سے اب تک' میں اپنے ماں' باپ' بہن' بھائی عزیز و اقارب سے دور رہا' اس عرصہ میں میری زندگی کا ہر لمحہ مجھے کس کرب سے دوچار کرتا ہوگا؟ اس کا اندازہ شاید کسی کو نہ ہو' بہر حال میری دلی خواہش اور اولین چاہت ہے کہ مجھے میرے والدین اور خاندان مل جائے' اس لئے اس تحریر کو میرے خاندان کے افراد یا میرے والدین پڑھیں اور وہ آثار و قرائن سے سمجھیں کہ میں ہی ان کا بیٹا ہوں' یا جن حضرات کا ان تاریخوں میں لخت جگر ان سے بچھڑ گیا ہو وہ: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' پرانی نمائش' ایم اے جناح روڈ' کراچی پر رابطہ کریں۔

شدت غم میں بھی زندہ ہوں تو حیرت کیسی
کچھ دیئے تیز ہواؤں سے بھی بچ جاتے ہیں
یاخدایا کیا تجھ کو میں پیارا نہیں
میرا دنیا میں کوئی سہارا نہیں
دل تمہیں کو دیا ہے میرے پیارے خدا
مجھ کو دنیا میں رہنا گوارا نہیں
آرزو ہے یہی تیرے در پہ رہوں
اچھا دنیا میں کوئی نظارا نہیں
بس تیری خوشی ہے اور خدایا تجھ سے پیار ہے
جو اپنی انا کو توڑ کے جھکنا پڑا مجھے
اب اس سے بڑھ کے خدایا عشق کیا ہوگا
تو لامکاں ہے تو دربدر ہم بھی ہیں
ہم خدایا یاد تیری میں ہیں سب کچھ کھو چکے
ہے تو ہمارا ہو چکا تو ہم بھی تیرے ہو چکے

☆☆..........☆☆

جناب فیاض حسن سجاد کو صدمہ

روزنامہ "جنگ" کوئٹہ کے چیف رپورٹر اور تحریک ختم نبوت کے پرجوش کارکن و مخلص رہنما جناب فیاض حسن سجاد صاحب کی خوشدامن گزشتہ دنوں لاہور میں انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لاہور ہی میں مرحومہ کی نماز جنازہ اور تدفین ہوئی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں حضرت الامیر خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم' نائب امیر حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری' حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی' مولانا بشیر احمد' صاحبزادہ طارق محمود' علامہ احمد میاں حمادی' مولانا نذیر احمد تونسوی' مفتی محمد جمیل خان' مولانا سعید احمد جلالپوری' رانا محمد انور' کوئٹہ جماعت کے احباب مولانا انوار الحق حقانی' مولانا منیر الدین' مولانا عبداللہ منیر' مولانا عبدالواحد' مولانا حاجی محمد عبداللہ مینگل' عبدالرحیم رحیمی' حاجی سید شاہ محمد آغا' حاجی تاج محمد فیروز' خلیل الرحمن چوہدری' محمد طفیل اخزار' حاجی نعمت اللہ خان' حاجی طلعت محمود' حاجی طارق محمود' ژوب کے حاجی محمد اکبر' حاجی شیخ صاحب' لورالائی کے خواجہ محمد اشرف' مولانا عبدالعزیز جتوئی' خادم حسین گجر' غلام لیسین' قاری محمد شریف نے ایک مشترکہ بیان میں مرحومہ کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی اور محترم جناب فیاض حسن سجاد صاحب سے دلی تعزیت کا اظہار کیا۔

○

غازی علم الدین شہیدؒ

شمع رسالت ﷺ پر نثار ہو کر امر ہو گئے

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے مسلمان ہمیشہ تن' من' دھن کی قربانی دے کر سعادت دارین حاصل کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح غازی علم الدین شہیدؒ نے گستاخ رسول ﷺ بدبخت راج پال کو سرکار انگریز کی کڑی حفاظت کے باوجود واصل جہنم کر کے امت مسلمہ کو تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا ناقابل فراموش سبق یاد دلایا' خود تو پھانسی کے پھندے کو تو چوم لیا لیکن ناموس رسول ﷺ پر آنچ نہ آنے دی۔۔۔۔۔ (مدیر)

رسول اکرم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ:

"اس وقت تک کوئی شخص پکا مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھ سے دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبت نہیں کرتا۔"

قیام پاکستان سے قبل ایک بدبخت ہندو راج پال "ناشر" نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے متعلق ایک نہایت ہی دل آزار کتاب شائع کی اور منظم طریقے سے اسے پورے ہندوستان میں تقسیم کر لیا گیا۔ پورے ہندوستان کے مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی مسلمانوں نے تمام ہندوستان میں جلسے اور جلوس اور پرزور احتجاج مسلسل جاری رکھا' مسلمانوں کا متفقہ طور مطالبہ یہ تھا کہ کتاب کو فی الفور ضبط کیا جائے اور راج پال کو سزائے موت دی جائے اگر ایسا ممکن نہ ہوا تو مسلمانوں کو ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان ہونے کا سبق اچھی طرح یاد ہے لیکن ہندوؤں کے آقا فرنگی سرکار نے نہ تو کتاب کی ضبطی کا حکم دیا اور نہ ہی راج پال کو سزا دی گئی بلکہ انگریز حکومت نے راج پال کی حفاظت کے لئے سرکاری گارڈ لگا دی اور یوں بدبخت راج پال ہر وقت سرکاری حفاظت میں رہنے لگا' اس سخت ترین دل آزاری ظلم جانبداری اور ہٹ دھرمی کے بعد مسلمانوں نے ناموس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر خود قربان ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ ہندوستان کے مختلف کونوں سے مسلمان لاہور آئے اور راج پال کو قتل کرنے کی کوشش میں ناکام رہے کئی گرفتار ہوئے اور سخت ترین سزاؤں کا سامنا کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم سعادت لاہور کے نوجوان علم الدینؒ کے مقدر میں لکھ رکھی تھی علم الدین نے مکمل منصوبہ کے ساتھ ۶/اپریل ۱۹۲۹ء کو ہسپتال روڈ لاہور پر بیٹھے بدبخت راج پال کو واصل

محمد ارشد بلوچ

جہنم کیا اور آپ نے شمع رسالتؐ پر پروانہ وار نثار ہو کر عشاق مصطفیٰؐ کو آداب شہادت سکھائے اور تا قیامت مسلمانوں کو یہ سبق بھی اچھی طرح یاد کرا دیا کہ جب بھی کسی بدبخت کو ایسی ناقابل برداشت گستاخی کی جرأت ہوئی تو مسلمان اسے جہنم واصل کریں گے' درحقیقت اس واقعہ نے نظریہ پاکستان کو بھی جنم دیا اور یوں یہ واقعہ قیام پاکستان کا بھی سبب بنا غازی علم الدین شہیدؒ کے اس ناقابل فراموش واقعہ نے ہندوستان کے مسلمانوں کو بھی خواب غفلت سے بیدار کیا اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوئی کہ مسلمان اور ہندو علیحدہ قومیں ہیں۔

اس عظیم الشان واقعہ نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار ہونے کی صحیح منزل کا تعین کیا بلکہ شاعر مشرق علامہ اقبالؒ کو یہ تاریخی فقرہ کہنا پڑا کہ:

"ہم ساری زندگی فلسفہ پڑھتے رہے لیکن عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی مقام حاصل نہ کر سکے لیکن ایک نوجوان علم الدین نے عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک ایسا باب رقم کیا کہ چند لمحوں میں عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ثابت ہوا اور غازی علم الدین شہید کا عظیم رتبہ پایا۔"

غازی علم الدین شہید ۴/دسمبر ۱۹۰۸ء سریانوالہ بازار کوچہ چابک سواراں رنگ محل لاہور میں پیدا ہوئے آپ بچپن ہی سے دوسرے بچوں سے مختلف تھے حتیٰ کہ آپ اندرون شہر رہتے ہوئے بھی لاہور کے ثقافتی کھیلوں میں کبھی حصہ نہیں لیتے تھے' آپ نے کبھی کسی ہندو کی دکان سے کوئی چیز نہیں خریدی تھی' یہاں تک کہ محلے کے کسی ہندو بچے سے نہ دوستی تھی اور نہ ہی کسی ہندو اور غیر مسلم بچے سے کوئی چیز لے کر کھائی تھی' بلکہ آپ الگ تھلگ ایک خاص روحانی کیفیت میں رہتے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ قدرت اس منفرد بچے سے کوئی

خاص کام سرانجام دلانا چاہتی ہے۔ آپؒ کے دادا کا نام عبدالرحیم اور والد کا نام میاں طالع مند تھا۔ آپ کا خاندان خالصتاً مذہبی گھرانہ تھا آپ کا خاندان فرنیچر سازی کا کاروبار کرتا تھا میاں طالع مند ۱۹۰۰ء سے چند سال پہلے افریقہ چلے گئے اور وہاں بھی فرنیچر سازی کے کام سے منسلک رہے' میاں طالع مند ۱۲ سال کے بعد افریقہ سے واپس آئے ان کی شادی چراغ بی بی سے ہوئی جن کے بطن سے دو بیٹے محمد دین اور علم الدین اور بیٹی معراج بی بی پیدا ہوئی' غازی علم الدین شہید نے دینی تعلیم مکمل کرنے کے بعد فرنیچر سازی میں اپنے والد کا ہاتھ بٹایا۔

غازی صاحبؒ ناموس رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان ہو کر عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک مثال بن گئے اس واقعہ کے بعد تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی ناموس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مسئلہ اٹھا مسلمانوں نے پکار پکار کر کہا کہ آج بھی خطہ ارض پر بسنے والے کروڑوں مسلمان غازی علم الدین شہیدؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے' اس عمل کو دنیا کے ہر خطے میں دہرائیں گے اور گستاخ رسول کو ایسی عبرتناک سزا دی جائے گی کہ کوئی بھی مرتد آئندہ ایسی ناپاک جسارت کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔

راج پال کے قتل پر پورے ہندوستان کے ہندو اکٹھے ہو گئے رقم کے انبار لگا دیئے اس وقت کی حکومت بھی ان کے ساتھ تھی' پہلی پیشی پر آپ اکیلے عدالت میں پیش ہوئے آپ اور آپ کے خاندان نے کسی قسم کی پیروی کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ غازی صاحبؒ کو مقام شہادت مطلوب تھا بعد ازاں لاہور کے نامور وکیل فرخ حسین ایڈووکیٹ بار ایٹ لاء نے بذات خود وکالت نامہ عدالتؒ میں پیش کر دیا مگر وکلاء اور معززین نے خواجہ فیروزالدین' خواجہ نیاز احمد' سلیم احمد' میاں تصدق حسین خالد اور کئی دوسرے نامور لوگوں نے کیس کی پیروی کے سلسلے میں معاونت اور مشاورت کی۔ سیشن کورٹ نے ۲۲ / مئی ۱۹۲۹ء کو غازی صاحب کو سزائے موت کا حکم سنایا بعد ازاں یہ کیس ہائی کورٹ لاہور گیا' میاں طالع مند اور شیخ محمد شیر فروش پر مشتمل وفد بمبئی بھیجا جائے بعد ازاں فرخ حسین ایڈووکیٹ (بارایٹ لاء) بمبئی گئے ان کی واپسی پر قائداعظم نے ایک خط کے ذریعے کیس کی پیروی کے متعلق اطلاع دی اور بذریعہ خط و کتابت تمام معاملات طے پائے گئے' آپ لاہور کے مشہور ہوٹل میں ٹھہرے' فرخ حسین ایڈووکیٹ اور قائداعظم کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی وہ غازی صاحبؒ کے خاندان کے پاس رہی لیکن بعد ازاں محفوظ نہ رہ سکی۔ قائداعظم محمد علی جناح نے بذات خود لاہور ہائی کورٹ میں اس مقدمہ کی پیروی کی اور غازی صاحبؒ سے تنہائی میں بھی ملاقات کی مقدمہ زیر بحث رہا دلائل اور گواہان کے باوجود اس وقت کے چیف جسٹس سر شادی لال نے ۱۷ / جولائی ۱۹۲۹ء کو فیصلہ سناتے ہوئے ماتحت عدالت کا فیصلہ بحال رکھا جولائی ۱۹۲۹ء میں فرخ حسین ایڈووکیٹ کی وساطت سے پریوی کونسل لندن میں درخواست دائر کی گئی جو کہ نامنظور ہو گئی اس مقدمے میں فرخ حسین ایڈووکیٹ کا کردار بھی ناقابل فراموش ہے۔

میاں طالع مند کی خواہش تھی کہ غازی صاحبؒ کو لاہور میں شہادت دی جائے' لیکن انگریز سرکار اور اس کے گماشتہ ہندو کی ملی بھگت سے یہ بات بھی ۲۳ / اکتوبر ۱۹۲۹ء کو مسترد کر دی گئی۔ یہ بات بالکل واضح کرتی ہے کہ انگریز اور ہندوؤں کا گٹھ جوڑ کس حد تک مسلمانوں کے خلاف پکا تھا اور کس طرح انہوں نے قانونی اخلاقی اور آئینی تقاضوں کو مسترد اور پامال کیا۔ انگریز سرکار اور ان کے گماشتہ پر اتنا خوف تھا کہ انہوں نے نہایت ہی حفاظتی اور خفیہ طریقے سے غازی صاحبؒ کو میانوالی جیل میں منتقل کر دیا اور ۳۱ / اکتوبر ۱۹۲۹ء بروز جمعرات اس عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ غازی علم الدین شہیدؒ بن کر عشاق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صف میں شامل ہو کر عظیم مرتبہ تک جا پہنچے' جیل میں قید کے دوران غازی صاحبؒ سے بعض کرامات بھی بیان کی جاتی ہیں ایک روایت کے مطابق شہادت سے پہلی رات کو جب جیلر جیل گشت پر تھا تو اس نے عجیب منظر دیکھا کہ جس کوٹھڑی میں غازی صاحبؒ قید میں رکھے گئے تھے وہ خالی ہے کافی شور مچا جیل میں بھگدڑ مچ گئی' لیکن جب اعلیٰ افسران اس کوٹھڑی کے قریب پہنچے تو وہ حیران رہ گئے کہ غازی صاحبؒ مصلے پر نماز ادا کر رہے ہیں' یہ بھی عشق رسول پاک کا ایک راز ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی جانتی ہے اور یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ مراتب اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی اور حبیب پاکؐ کے صدقے ہی سے عنایت ہوتے ہیں۔ انگریز سرکار شروع میں غازی صاحب کی لاش بھی دینے سے انکاری تھے کیونکہ اس سے زبردست ہنگامے کا خدشہ تھا لیکن اکابرین کی بات چیت کے بعد ایک وفد لاش کو لینے گیا' جن میں مرزا مہدی حسن مجسٹریٹ سید مراتب علی گیلانی اور غلام حسین مرزا پولیس انسپکٹر شامل تھے۔

انگریز سرکار نے جسد خاکی میانوالی سے لاہور لانے میں بعض کڑی شرائط عائد کیں اور ان میں سے ایک شرط کے مطابق لاش بذریعہ ٹرین

میانوالی تالاہور نان اسٹاپ لائی گئی اس سے یہ بات عیاں ہے کہ انگریز حاکم ہونے کے باوجود اس واقعہ سے کس قدر خوفزدہ تھے۔

جسم خاکی کے لئے صندوق اور بانس ڈاکٹر محمد دین تاثیر کی نگرانی میں نیشنل کالج آف آرٹس لاہور میں تیار ہوئے تدفین کے سلسلے میں مولانا ظفر علی خان سید دیدار علی شاہ اور علامہ اقبالؒ سر فہرست تھے' پہلی نماز جنازہ قاری محمد شمس الدین اور دوسری سید محمد دیدار علی الوری نے پڑھائی نماز جنازہ میں ۵ لاکھ سے زیادہ مشتاق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شرکت کی۔

چوک بھاٹی گیٹ لاہور سے موڑ سمن آباد (موجودہ) تک انسانوں کے سر ہی سر نظر آرہے تھے' ذکر خدا اور درود محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر زبان سے جاری تھا' نماز جنازہ جس جگہ پر ادا کی گئی وہ چوبرجی چوک سے موجودہ موڑ سمن آباد کے درمیان دائیں ہاتھ جگہ تھی آج کل وہاں پر ایک سرکاری محکمہ کی رہائشی کالونی کے ساتھ ساتھ بعض بہترین اور پوش آبادیاں قائم ہیں۔ غازی علم الدین صاحبؒ کی وصیت کے مطابق آپ کی ذاتی اشیاء اور کپڑے آپ کے عزیز و اقارب میں تقسیم کر دیئے گئے' غازی علم الدین شہید نے عشق رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جام شہادت نوش کر کے سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مشتاق کو آداب شہادت سکھائے اور عشق رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک باب رقم کیا۔ آپ کو قبر میں اتارنے کا شرف مولانا سید دیدار علی شاہ اور حضرت علامہ محمد اقبالؒ کے حصے میں آیا۔ غازی علم الدین شہید کے خاندان نے بعد ازاں اپنا آبائی مکان فروخت کر دیا' آج کل غازی علم الدین شہید کے خاندان کے لوگ اقبال ٹاؤن اور ٹاؤن شپ لاہور میں آباد ہیں اور طالع مند ہاؤس ٹاؤن شپ لاہور میں واقع ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ غازی صاحبؒ کے آبائی گھر کو غازی علم الدین شہید کے نام پر قومی لائبریری بنائے غازی صاحبؒ کے مقدمے کی فائل کو لاہور کے عجائب گھر میں محفوظ کرے' جہاں تک مزار کا تعلق ہے گزشتہ برسوں کی بارشوں سے کافی شکستہ ہو گیا تھا' غازی علم الدین شہید سوسائٹی لاہور نے اپنی مدد آپ کے تحت دوبارہ تعمیر کرایا ہے' غازی صاحبؒ کے سگے بھتیجے شیخ رشید احمد ایک ریٹائرڈ آفیسر ہیں اور سوسائٹی کے چیئرمین مجلس عاملہ میں غازی علم الدین شہید سوسائٹی نے اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد میں اسلامی علوم میں اول پوزیشن حاصل کرنے والے ہونہار طالب علم کو غازی علم الدین شہیدؒ ایوارڈ معہ دس ہزار کیش ہر سال دینے کا اعلان کیا ہے۔ سوسائٹی اس پاک ہستی کے نام پر کسی قسم کی چندہ بازی کے خلاف ہے صرف اور صرف عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور عقیدت مقصود ہے' بڑے بڑے اہل دل عشق رسول اور محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حصول کے لئے غازی صاحب کے مزار پر حاضری دیتے ہیں اور فاتحہ خوانی کرتے ہیں' غازی صاحبؒ کا مزار لاہور کے مشہور قبرستان میانی صاحب نزد چوبرجی چوک (بوجہ تبدیلی نام اب غازی علم الدین شہیدؒ چوک) میں آج بھی مرجع خلائق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو عشق رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سعادت نصیب کرے۔

(آمین ثم آمین)

O

چودھری غلام نبی امرتسری کے سانحہ ارتحال پر حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کی تعزیت

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر پیر طریقت حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں نے کہا ہے کہ دینی قوتوں اور تحریکوں کی جان ان کے مخلص کارکن ہوا کرتے ہیں اور جن تحریکوں میں ان مخلص کارکنوں کو نظر انداز کر دیا جائے انہیں ناکامی کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ تحریک آزادی کی کامیابی میں ان گنت مخلص کارکنوں کی جانفشانی' لگن اور قربانیوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے خازن اور امیر شریعت کے رفیق چودھری غلام نبی امرتسری کی رحلت پر ان کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کیا۔

انہوں نے مرحوم کے بیٹوں حافظ محمد معاویہ اور محمد بلال سے ملاقات کے دوران مرحوم کی دینی اور ملی خدمات کو سراہا۔ اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر اور حافظ محمد ثاقب بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ گوجرانوالہ میں مرزائیوں کی سرگرمیوں کی روک تھام میں مرحوم کے پر خلوص تعاون کا بہت زیادہ حصہ ہے۔ مرحوم نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران پنجاب بھر کے علاوہ کراچی میں تحریک کو منظم کرنے میں بھرپور اور مثالی کردار ادا کیا۔ ایک زمانہ ان کی خدمات کا معترف ہے۔

عالم اسلام کا اتحاد کیوں اور کیسے؟

اسلام کی نظر میں یہ تمام خاندانی، لسانی، تہذیبی، نظریاتی اور جغرافیائی دیواریں غیر حقیقی ہیں اور "قومی و نسلی" اختلافات برائے تعارف اور ایک دوسرے کی پہچان کی غرض سے ہیں نہ کہ ایک دوسرے سے عناد اور دشمنی پیدا کرنے کے لئے۔ (مدیر)

مولانا محمد شہاب الدین ندوی

شاعر اسلام علامہ اقبالؒ نے عالم اسلام کے اتحاد کے لئے ایک ولولہ انگیز پیغام دیا ہے جو یہ ہے:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر
جو کرے گا امتیازِ رنگ و خوں مٹ جائے گا
ترک خرگاہی ہو یا اعرابی والا گہر
نسل اگر مسلم کی مذہب پر مقدم ہو گئی
اڑ گیا دنیا سے تو مانند خاک راہ گزر
تاخلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈھ کر اسلاف کا قلب و جگر

واقعہ یہ ہے کہ ملت اسلامیہ زوالِ بغداد، زوالِ اندلس اور زوال ترکی کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور ایسی منتشر و پراگندہ کہ بکھرے ہوئے یہ ٹکڑے پھر کسی ایک مرکزی آئیڈیالوجی کے تحت اکٹھا نہ ہو سکے، اور مغربی فلسفہ قومیت یا نیشنلزم نے بھی اس افتراق و انتشار میں مزید شدت پیدا کی اور باہم شیر و شکر ہونے کی راہ میں وہ ایک سنگِ گراں ثابت ہوا۔ آج کہنے کو تو دنیا کے نقشے پر پچاس کے قریب آزاد مسلم حکومتیں نظر آتی ہیں جو اقوام متحدہ کی رکن ہیں، مگر ان میں سے شاید ہی کوئی دو حکومتیں ایسی ہوں جن کے دل باہم پورے طور پر ملے ہوئے اور پوری طرح آہم آہنگ ہوں، کیونکہ ان کے درمیان نسلی، خاندانی، گروہی، لسانی، تہذیبی، نظریاتی اور جغرافیائی دیواریں حائل ہیں، اور یہ دیواریں غیر حقیقی ہیں، جن کو اونچا کرنے اور مضبوط بنانے میں مغرب کا ذہین دماغ کار فرما ہے، تاکہ آدم کے بیٹے مختلف گروہوں اور ٹکڑیوں میں بٹ کر اور آپس ہی میں دست بہ گریباں ہو کر ختم ہو جائیں۔

ترجمہ: "اسلام کی نظر میں یہ تمام قومی و نسلی اختلافات برائے تعارف اور ایک دوسرے کی پہچان کی غرض سے ہیں، نہ کہ ایک دوسرے سے عناد اور دشمنی پیدا کرنے کے لئے۔"

(سورۃ حجرات: ۱۳)

مگر اس واضح تعلیم کے باوجود فلسفہ قومیت و وطنیت کی زد سب سے زیادہ اسلام ہی پر پڑی اور چھوٹی بڑی تمام مسلم قومیں اپنے آپ کو دیگر اقوام و ممالک سے ممتاز و برتر تصور کرنے لگیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ عظیم ملت جو وحدتِ امت کا آفاقی تصور لے کر دنیا میں آئی تھی، خود ہی مختلف ٹکڑیوں میں بٹ کر ایک دوسرے کا گلا کاٹنے لگ گئی۔ جیسا کہ ہم عصر جدید میں ترک و عرب، مصر و یمن، مصر و لیبیا، لیبیا و سوڈان، الجیریا و مراکش، انڈونیشیا ملیشیا اور اب عراق و ایران کی باہمی کشمکش اور جدال و قتال کی شکل میں دکھائی دے رہا ہے۔ اس باہمی سر پھٹول اور غیر ضروری کشت و خون کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری ہوا اکھڑنے لگی اور ہم اپنے حقیقی دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے قابل نہیں رہے۔ باہمہ ہمارے وسائل آپسی نزاع اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے ہی میں صرف ہو گئے، اور دوسری حیثیت سے ہماری اس کمزوری کا ہمارے دشمنوں نے خوب فائدہ اٹھایا اور خود ہم کو ایک تر نوالہ سمجھ کر ایک ایک کو ہڑپ کرنے کے خفیہ منصوبے بننے لگے، اُسکا ایک بین ثبوت فلسطین ہے جو آج ہمارے لئے ایک "دیوار گریہ" کی حیثیت اختیار کر چکا ہے، اسی طرح افغانستان کا خونیں واقعہ بھی ہمارے لئے ایک بہت بڑے سبق کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن اگر ہمارے انتشار و افتراق کا یہی حال رہا تو پھر ہمارے ممالک کا خدا ہی حافظ ہے۔ دنیا کی حریص اور لالچی قومیں اپنے دانت تیز کئے ہم پر جھپٹنے کے لئے تیار بیٹھی ہیں۔ اگر ہم نے موجودہ صورت حال اور بین الاقوامی پوزیشن کو نہیں سمجھا تو پھر ایک ایک کر کے سب ختم ہو جائیں گے، فلسطین اور افغانستان کے واقعات عالم اسلام کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہیں۔ اس نوشتہ دیوار کو پڑھنے کے باوجود بھی اگر وہ ہوش میں نہ آئے تو پھر اس کی بربادی کو کوئی روک نہیں سکتا۔

یوں تو پوری تاریخ اسلام ملت کے باہمی نزاعات اور افتراق و انتشار سے بھری ہوئی ہے، مگر زوال ترکی کے بعد پھر کوئی ایسی وسیع سلطنت قائم نہ ہو سکی جس کی مرکزی حیثیت ہوتی اور وہ تمام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر سکتی، ترکی کی بچی کچی

خلافت اگرچہ اسلام کی صحیح ترجمان تو نہیں تھی مگر اس کی وجہ سے ایک بھرم قائم تھا۔ مگر یہ ملتِ اسلامیہ کی بہت بڑی محرومی اور بدنصیبی تھی کہ ترکی کے مصطفیٰ کمال پاشا نے اپنی سادہ لوحی کے باعث ۱۹۲۴ء میں خلافتِ اسلامیہ کو ختم کر کے وحدت اسلامی کو پارہ پارہ کر دیا اور اسلام اور مسلمانوں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا۔ خلافتِ اسلامیہ کو کالعدم قرار دینے کا عمل انگریزوں کے اشارے پر عمل میں آیا تھا، جس کا فائدہ استعماریت نے اٹھایا حکیم مشرق علامہ اقبالؒ نے اسی واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

ترکی کے زوال اور خلافتِ اسلامیہ کی تحلیل نے ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد اس وسیع و عظیم اسلامی سلطنت کے حصے بخرے شروع ہو گئے۔ فرانس اور برطانیہ نے مشرق وسطیٰ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے انہیں زاغ و زغن کی طرح نوچنا شروع کر دیا جو ترکی کے ماتحت تھے۔ پھر اسرائیل کی شکل میں عربوں پر ایک عذاب مسلط کر گئے، تاکہ وہ کبھی چین و سکون کا سانس نہ لے سکیں بلکہ افسوس کہ اسرائیل جیسا پھنکارنے والا اژدھا بھی عربوں کو باہم متحد نہ کر سکا اور وہ اس کے مقابلے سے عاجز رہ گئے۔

اسی طرح وسط ایشیا کی مسلم ریاستیں جو آرمینیا، آذربائیجان، ترکمانستان، تاجکستان، ازبکستان اور قزاقستان وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں، یہ بھی پوری طرح ہمارے ہاتھوں سے نکل چکی ہیں، جب انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں ان مسلم سلطنتوں اور قبیلوں پر انہوں نے مختلف طریقوں سے قبضہ جمالیا اور آج محض ان کے نام ہی نام باقی رہ گئے ہیں۔ حالانکہ ان علاقوں میں اکثریت مسلم قبائل کی ہے، جن کی مجموعی آبادی کئی کروڑ ہے۔

اگر مسلم ممالک کا کوئی کنفیڈریشن یا متحدہ بلاک (یونین) موجود ہوتا تو یہ صورت حال کبھی نہ پیش آتی۔ واقعہ یہ ہے کہ خود ہمارے اختلافات اور خانہ جنگیوں نے دوسروں کو ہم پر حملہ آور ہونے کی دعوت دی ہے۔ جس طرح کہ اسپین کی خانہ جنگی کی بدولت وہاں سے اسلامی حکومت کا خاتمہ بالخیر بلکہ وہاں سے مسلمانوں کا نام و نشان تک مٹ گیا۔

پاکستان، افغانستان، ایران اور ترکی جغرافیائی اعتبار سے ایک زنجیر کی طرح ہیں۔ اگر ان چاروں ممالک کے درمیان کوئی کنفیڈریشن عمل میں آ گیا ہوتا تو وہ روس کے لئے "دیوار چین" ثابت ہو سکتا تھا۔ اور اس صورت میں وہ افغانستان پر حملہ کرنے یا اپنی پٹھو حکومت کے ذریعہ اس پر قبضہ کر لینے کی جرأت کبھی نہ کرتا۔ پاکستان، ایران اور ترکی کے درمیان کچھ عرصہ پہلے بہت گاڑھی چھنتی تھی، مگر گردش لیل و نہار کے باعث یہ اتحاد ٹوٹ گیا اور تعلقات سرد پڑ گئے۔

اس وقت پاکستان اور بعض دیگر مسلم ممالک میں احیائے اسلام کی تحریکیں کافی تیز ہیں اور دیگر ممالک میں بھی اسلامی تحریک سرگرم عمل ہے۔ لہٰذا اگر اس قسم کے ممالک قریبی روابط قائم کر کے عالم اسلام کے اتحاد کے لئے کام کریں تو ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کی راہیں ہموار ہو سکتی ہیں۔ صحیح نتائج برآمد ہونے کے لئے ضروری ہے کہ چند ہم خیال ممالک مل کر کسی قسم کا باہمی کنفیڈریشن یا مشترکہ بلاک قائم کریں، تاکہ مسلم ممالک کی خارجہ پالیسی میں یکسانیت پیدا ہو، مگر مشکل یہ ہے کہ اس وقت دنیائے اسلام کے درمیان جتنے اختلافات پائے جاتے ہیں، اتنے کبھی اور کسی دور میں نہیں تھے، ہر جگہ ایک عجیب و غریب قسم کی نظریاتی کشمکش برپا نظر آتی ہے اور مختلف و متضاد نظریات کے درمیان کسی قسم کا توازن دکھائی نہیں دیتا۔ کیونکہ کوئی امریکہ کا حلیف ہے تو کوئی روس کا، کوئی اشتراکیت اور سوشلزم پر یقین رکھتا ہے تو کوئی مغربی جمہوریت کا نقیب دکھائی دیتا ہے۔ اور اس اعتبار سے ان سب کو کسی ایک نظریہ اور آئیڈیالوجی پر متفق و متحد کرنا ایک سخت مشکل کام ہے۔ مگر ہمیں بددل اور مایوس نہیں ہو جانا چاہئے، بلکہ اس راہ میں پورے عزم و حوصلے اور پورے صبر و سکون کے ساتھ اسلام کے ابدی پیغام کی تبلیغ کرنے اور عالم اسلام کو اتفاق و اتحاد کی دعوت دینی چاہئے۔ اگر خدا نے چاہا تو تمام مشکلیں آسان ہو سکتی ہیں، کاش کہ "خلافتِ اسلامیہ" کا مرکزی کردار باقی رہتا جو ساری دنیا کے مسلمانوں کی نظر میں ایک تقدس کا درجہ رکھتا تھا اور اس بنا پر وہ اتحاد اسلامی کی ایک علامت تھا۔ آج بھی یہ نسخہ آزمایا جا سکتا ہے مگر اس راہ میں انتھک جدوجہد کی ضرورت ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اتحاد اسلامی کے لئے یہی پیغام دیا ہے۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

مسلم ممالک کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر انہوں نے خود غرضی اور جذباتیت کا مظاہرہ کیا تو پھر وہ پنپ نہیں سکیں گے۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ جذباتی سیاست اور غیر متوازن نظریات کا شکار ہوئے بغیر پوری سنجیدگی، خلوص اور دور اندیشی کے ساتھ پوری ملت اسلامیہ کی بھلائی کی خاطر کام کریں اور ایسا کوئی اقدام نہ کریں جس کی وجہ سے ملت اسلامیہ میں رخنے پڑ سکتے ہوں، تب کہیں جا کر ہم اپنے مقاصد میں کامیاب اور سرخرو

ہو سکتے ہیں۔

اس لحاظ سے آج ہم پر بہت بڑی اور بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور ہماری ذرا سی چوک بھی نہایت درجہ سنگین نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ اگر ہم نے موجودہ نازک صورتحال کو نہیں سمجھا اور تاریخ کے سبق کو فراموش کر دیا تو پھر ہمارا ملی وجود ہی ختم ہو جائے گا۔ شاعر اسلام ہم کو یہی پیغام دے گئے ہیں کہ تمام مسلم ملکوں کو ایک جسد واحد اور ایک ملت واحدہ کی طرح رہنا اور سب کو متفق و متحد رہ کر اسلام کے کاز کے لئے جدوجہد کرنا ہے' ورنہ منتشر اور گلے سے الگ ہو جانے والی بکریوں کو بھیڑیا جس طرح ایک ایک کر کے چٹ کر جاتا ہے اسی طرح رنگ و نسل اور قومیت کی بنیادوں پر مٹ جانے والے اسلامی ممالک بھی ایک ایک کر کے طاقتور قوموں کا لقمہ تر بن جائیں گے' جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:۔

بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی' نہ ایرانی' نہ افغانی

ایک دوسرے موقع پر انہوں نے وطنیت و قومیت کے اس غلط فلسفے اور غلط رجحانات پر اپنے مخصوص انداز و طاقتور اسلوب میں تیشہ اس طرح چلایا ہے:۔

ان تازہ خداؤں میں سب سے بڑا وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے
اقوام میں مخلوق خدا بٹتی ہے اس سے
قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے

نیز حکیم ملت نے اپنے ایک خطبہ صدارت میں اس موضوع پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے حب وطن اور مذہب کے رشتہ و فرق کی وضاحت اس طرح کی ہے:

"میں یورپ کے پیش کردہ نیشنلزم کا مخالف ہوں' اس لئے کہ مجھے اس تحریک میں مادیت اور الحاد کے جراثیم نظر آتے ہیں' اور یہ جراثیم میرے نزدیک دور حاضر کی انسانیت کے لئے شدید ترین خطرات کا سرچشمہ ہیں...... اگرچہ حب وطن ایک فطری امر ہے اور اس لئے انسان کی اخلاقی زندگی کا ایک جزو ہے' لیکن جو شے سب سے زیادہ ضروری ہے وہ انسان کا مذہب' اس کا کلچر اور اس کی ملی روایات ہیں۔ یہی وہ چیزیں ہیں جن کے لئے انسانوں کو زندہ رہنا چاہئے۔ وہ خطہ زمین جس میں وہ رہتا ہے اور جس کے ساتھ عارضی طور پر اس کی روح وابستہ ہوتی ہے' اس لائق نہیں کہ اسے خدا اور مذہب سے برتر قرار دیا جائے۔" (اقتباس از خطبہ صدارت مسلم کانفرنس منعقدہ لاہور ۱۹۳۲ء)

علامہ اقبالؒ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ خدا کے آخری پیغام اور دین ابدی ہی کی ترجمانی ہے' جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور تمہاری یہ امت ایک ہی امت ہے اور میں تم سب کا رب ہوں لہٰذا تم مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔

(سورۃ مومنون: ۵۲)

ترجمہ: "اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔" (آل عمران: ۱۰۳)

ترجمہ: "تم ہی سربلند رہو گے اگر تم پوری طرح مومن رہے۔"

(آل عمران: ۱۳۹)

ترجمہ: عزت و بڑائی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے' اس کے رسول کے لئے اور اہل ایمان کے لئے ہے۔"

(منافقون: ۸)

☆☆..................☆☆

مولانا فضل الرحمٰن درخواستی اور ان کے رفقاء کی گرفتاری کی مذمت

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ نے جامعہ مخزن العلوم خانپور کے سربراہ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے عزیز مولانا فضل الرحمٰن درخواستی اور ان کے رفقاء کی گرفتاری کی مذمت کرتے ہوئے انہیں فی الفور رہا کرنے' جامعہ مخزن العلوم کا گھیراؤ ختم کرنے اور جامعہ کی جگہ پر وکلاء اور انتظامیہ کے ناجائز قبضہ کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک قرارداد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے ایک اجلاس میں منظور کی گئی جس کی صدارت بزرگ رہنما حافظ محمد ثاقب نے کی۔ اجلاس سے مجلس کے رہنماؤں قاری محمد یوسف عثمانی' پروفیسر حافظ محمد انور' پروفیسر محمد اعظم گوندل' حافظ احسان الواحد' قاری عبدالغفور' محمد امان اللہ قادری' ڈاکٹر محمد ارشد تاب' مولانا فقیر اللہ اختر' مولانا عبدالقدوس عابد' سید احمد حسین زید اور حافظ محمد معاویہ نے خطاب کیا۔

انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ رحیم یار خان کی ضلعی انتظامیہ کو فی الفور تبدیل کیا جائے' مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے سابق چیئرمین پیر طریقت میاں سراج احمد دین پوری کی تائید سے پیر طریقت میاں مسعود احمد اور ضلعی انتظامیہ کے درمیان طے شدہ معاہدے پر عمل درآمد کیا جائے اور وعدہ خلاف انتظامیہ کو فی الفور تبدیل کیا جائے۔ نیز جامعہ کی جگہ کو قبضہ گروپ سے واگزار کروایا جائے۔ اجلاس میں کہا گیا کہ اگر حکومت نے سنجیدگی سے نوٹس نہ لیا تو حالات خطرناک رخ بھی اختیار کر سکتے ہیں' جس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر عائد ہو گی۔

قسط نمبر۲

محمد یامین شوروصاحب

مہاتما گاندھی کا بیٹا مسلمان کیسے ہوا؟

ہندوؤں میں سے چند ایسے بھی گروہ تھے جنہیں اچھوت کے نام سے پکارا جاتا تھا اور دھرمی لوگ سمجھتے تھے کہ یہ محض برہمن کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں' جنہیں خدمت کرنے کے علاوہ کسی قسم کی کوئی نجات یا اجر وثواب حاصل نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ان کے ہاں بلی اور مینڈک کے مارنے کے جرمانہ اور اچھوتوں میں سے کسی نومولود کے قتل کے جرمانہ میں کوئی بھی فرق نہ تھا۔

بصیرت وبشارت:

اس ظالم ہندو طبقہ نے ہیرالال کو اپنی جانب دیکھنے اور اپنے گریبان میں جھانکنے (یعنی برہمنوں پر گہری نظر سے پرکھنے) پر مجبور کردیا تاکہ وہ اسی اثنا میں اس مذہب کے صحت وبطلان کے متعلق کوئی قطعی رائے قائم کرسکے۔ وہ مذہب جس نے عام لوگوں کے مابین فرقے اور طبقے بنا کر رکھ دیئے تھے تاآنکہ ہندو دھرم کے ماننے والوں میں بھی فرقے اور طبقے بنادیئے تھے۔

ہیرالال کو یہ احساس شدید تر ہونے لگا کہ وہ مسلمانوں کو بھی دیکھیں جو اس کے ملک ہندوستان میں مذہبی لحاظ سے تعداد میں دوسرے نمبر پر تھے۔ یہ مسلمان تو فقیر وامیر شاہ وگدا میں کوئی بھی فرق روا نہیں رکھتے اور نہ ہی کسی نامعلوم تن تنہا آدمی اور اونچے خاندان میں فرق۔ اونچ نیچ یا ان کو فرقوں اور طبقوں میں تقسیم کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ یہی سبب تھا کہ تعلیماتِ اسلامیہ اور احکامات دینیہ میں گہرے فکر وغور وخوض سے مطالعہ کرنے میں اس کا دلی اشتیاق دن بدن بڑھتا رہا۔ خصوصاً اس وقت جب اسے یہ معلوم ہوا کہ ہندوؤں کی کتابوں نے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہوکر آنے اس کی سچی نبوت کی علامات' اس ذات و صفات کے متعلق پیشگی بشارت دیتے ہوئے لکھا ہے جیسا کہ سام وید کے دوسرے حصہ کے چھٹے اور آٹھویں جملہ میں آیا ہے کہ "احمد اپنے پالن ہار سے شریعت حاصل کرے گا' جو کہ حکمت (دانائی) سے بھری ہوئی ہوگی اور اس شریعت سے ایسی روشنی ملے گی جیسے سورج سے ملتی ہے۔" (عربی مجلہ الوعی الاسلامی شمارہ ۲۵۶ دسمبر جنوری ۱۹۸۶ء ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مضمون: "کیا ہندوؤں اور مجوسیوں کی مذہبی کتابوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلامی شریعت لانے کی بشارت دی گئی تھی؟" مضمون نگار: جناب عزت طہطاوی)

ایک کتاب "ہوچیا پران" میں آیا ہے کہ سندھ کے راجا بھوج بادشاہ کو خواب میں ایک شخص نظر آیا جس نے اسے کہا کہ "تجھے اس شخص کا دین قبول کرنا چاہئے جو ایک صحرا میں ظاہر ہوا ہے وہ پیدا ہوتے ہی "مختون" (ختنہ شدہ) ہے اس کا کلام ایسا ہے جو سننے کے قابل ہے اسے "رام" نے چنا ہے۔ وہ پاک گوشت کھاتا ہے' اس کے ہاتھ پر بہت سے معجزے ظاہر ہورہے ہیں۔ وہ دشمن کے نقصان سے محفوظ ہے (یعنی اسے دشمن قتل نہیں کرسکتے) اس کا نام "محامد" (یعنی کثرت سے حمد کرنے والا ہے)......(ایضاً)

حق ہی غالب رہے گا:

ہیرالال نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ پیشگی بشارتیں پڑھیں۔ اسی طرح اسے دین اسلام اور قرآن شریف کے بارے میں بہت کچھ معلومات ہوتی گئیں' اب اس کے ذہن میں خدا کا وہی فرمان گونجنے لگا کہ:

"اور بھیجے ایسے رسول کہ جن کا احوال ہم نے سنایا تجھ کو اس سے پہلے اور ایسے رسول جن کا احوال نہیں سنایا تجھ کو اور باتیں کیں اللہ نے موسیٰ سے بول کر۔" (۱۶۴)

"بھیجے پیغمبر خوش خبری اور ڈر سنانے والے تاکہ باقی نہ رہے لوگوں کو اللہ پر الزام کا موقع رسولوں کے بعد اور اللہ زبردست ہے حکمت والا۔" (سورۂ نساء رکوع ۲۳ ترجمہ شیخ الہندؒ)

ہیرالال نے اپنے آگے حق کی روشنی چمکتے اور اوپر بلندی کی طرف چڑھتے دیکھی تو یہاں لاکر مسلمان ہوا اور وہ جس راہِ حق کی تلاش کررہا تھا اس کی طرف جانے والا راستہ بالآخر اسے مل ہی گیا۔ جب خود اس نے یہ ارشاد خداوندی پڑھا کہ:

"اور جو کوئی چاہے سوا دین اسلام کے اور کوئی دین سو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خراب ہے۔" (۸۵)

(سورۂ آل عمران رکوع ۹ ترجمہ شیخ الہندؒ)

اس کے بعد ہیرالال نے اپنے اسلام کے اظہار و اعلان کا مصمم ارادہ کیا' جبکہ اس کے مسلمان ہونے کا اور ہدایت کی راہ اختیار کرنے اور سرعام اعلان کرنے کا سہرا دو مشہور علماً کرام حضرت مولانا زکریا مینار صاحب اور مولانا نذیر احمد خجندی صاحب ارکان جمعیت تبلیغ اسلام بمبئی کے سر پہ سجتا ہے۔ ان حضرات نے ہیرالال کی اسلام کی خاطر بڑھتی ہوئی تڑپ' طلب و اشتیاق کو معلوم کر لیا جو کہ پیش از یں اس کے سینہ میں روز افزوں بے چینی پیدا کر رہی تھی۔ اسی طرح مذکورہ علماً کرام نے ہیرالال کے ہندو مذہب سے بیزاری اور ایک سچے آسمانی کتاب و الہامی دین (مذہب اسلام) کا مخلص تاعمر ارتقے' اسلام اور عیسائیت (یا دیگر مذاہب یا فرق باطلہ) کے مابین تمیز کرنے والی صلاحیت کو بھی محسوس کر لیا تھا۔ انہی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان دونوں بزرگوں نے ہیرالال گاندھی کے ہاں پہنچنے کی خاطر ناگپور شہر کا سفر اختیار کیا۔ تاآنکہ وہاں پہنچ کر انہوں نے ہیرالال کو یقین دلایا کہ جس چیز اور جس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس کی روح متلاشی اور اداس ہے۔ وہ تو پورے کا پورا اسلام ہی کے اندر موجود ہے۔ یہ اسلام تو پیدائش کائنات سے لے کر خدا کا پسندیدہ دین رہا ہے۔ مذکورہ دونوں علماً کرام صاحبان اسلام کے احکامات کے متعلق مزید وضاحت سے بتاتے رہے۔ تاآنکہ خدا کے چاہنے کے بعد وہ اسلام قبول کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہوا۔

مصری جریدی "الاسلام" کے نامہ نگار کے لکھنے کے مطابق جو اس پورے واقعہ کا عینی گواہ تھا لکھتا ہے کہ "ہیرالال ۱۳۵۵ھ ۸ ربیع الاول کی شام بمبئی پہنچا اور مولانا زکریا اور مولانا نذیر احمد و دیگر علماً کرام اور معزز مسلمانوں سے ملاقات کی۔ بعد میں اس نے اپنی خوشی سے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ اس وقت اس کی عمر پچاس برس تھی' اعلان کے بعد آنے والے جمعہ کے دن سفید پیرہن' سفید ململ کا عمامہ باندھ کر جامع مسجد بمبئی میں پہنچا اور دس ہزار سے زیادہ آئے ہوئے نمازیوں کے سامنے جامع مسجد میں اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ اس کا اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا جس کے بعد اسے عبداللہ ہیرالال گاندھی پکارا گیا۔

اسلام کے اس اعلان کے بعد جامع مسجد کے منبر پر بیٹھ کر تقریر کی اور مسلمانوں کے اس بڑے اجتماع کو یوں مخاطب ہوا کہ "آپ سب جانتے ہیں کہ میں ایک بڑے ہندو لیڈر مہاتما گاندھی کا بیٹا ہیرالال ہوں' میں ان ہزارہا گواہوں اور مسلمانوں کے اس عظیم الشان اجتماع کے سامنے اعلان کرتا ہوں کہ مجھے اسلام سے حقیقی عشق ہے۔ مجھے قرآن سے محبت ہے' میں ایک خدا پر ایمان و یقین رکھتا ہوں اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول برحق مانتا ہوں جو کہ خاتم النبیین ہیں' یعنی نبوت کے سلسلہ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر خاتمہ ہو چکا' اب اس کے بعد قیامت تک خدا کی طرف سے کوئی دوسرا نبی و رسول نہیں آئے گا' قرآن پاک جو جو (احکامات) لایا وہ سب برحق ہیں' قبر سے اٹھنے اور حشر نشر' حساب کتاب' عذاب و ثواب' بہشت و دوزخ یہ سب برحق ہیں' فرشتے اور تقدیر برحق ہے میں آج کے بعد قرآن پاک کی خاطر (اس کے احکام پر عمل کرنے اور اس کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے) زندہ رہوں گا اور مروں گا' اسلام کا ہر طرح دفاع کروں گا اور اس کی حمایت میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کے مانند مضبوط ہو کر کھڑا رہوں گا اور اس پر عمل کرنے والوں کو بہشت کی بشارت دیتا رہوں گا اور اس کی روشنی میں میں اپنے خاندان اور اپنی قوم کو دعوت دیتا رہوں گا۔ یقین جانئے کہ یہ دین حق وہی علم' ثقافت' تہذیب عدل' امانت' رحمت اور مساوات والا دین ہے۔" (عربی میگزین الاسلام (مصر) شمارہ ۱۵/ جولائی ۱۹۳۶ء مضمون: "گاندھی کا بیٹا طوق اسلام پہنتا ہے' مضمون نگار: محمد امین ہلال)

مذکورہ بالا اہم واقعہ کا رد عمل:

"الاسلام" میگزین کا نامہ نگار آگے لکھتا ہے کہ: "اخبارات و ٹیلی گرام کے ذریعہ پورے ہندوستان میں ہیرالال کے مسلمان ہونے کی خبر پھیل گئی۔ ہندوؤں پر گویا بجلی گر چکی تھی' ہیرالال کے مسلمان ہونے والی سننے سے مہاتما گاندھی پر سکتہ طاری ہو گیا اور رنج و ملال ہوا کسی کو ایک دو دن تک کھانا پینا چھوڑ دیا۔ بڑی بڑی دکانیں' شاپنگ سینٹر' ہندوؤں کے تجارتی مراکز' انڈسٹریز اور کارخانے اسی غم و اندوہ کی وجہ سے بند ہو گئے۔ مہاتما گاندھی اپنے بیٹے کے مسلمان ہونے پر بے حد غضبناک صورت میں غصہ سے لال ہو گیا اور سخت رد عمل کا اظہار کیا۔ اسی طرح ہندوؤں کے اخبارات اور مختلف تنظیموں کے ہندو لیڈروں نے بھی ہیرالال کو سخت دھمکیاں دیں اور غم و غصہ کا اظہار کیا' لیکن مسلمانوں نے جامع مسجد میں ہیرالال کے اسلام لانے والے اعلان کا بے حد خوشی اور گرم جوشی سے استقبال کیا۔ اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے

لگائے گئے۔

مولانا زکریا مینار صاحب نے عوام کے سامنے خوشی کا اظہار کیا اور عوام کے آگے ہیرالال سے کئی گئی ملاقاتوں کا قصہ اور ہیرالال کو دین کی دعوت دینے کا تفصیل سے ذکر کیا اور اس کے ساتھ نئے ہونے والے مسلمان عبداللہ ہیرالال گاندھی کے اسلام کے متعلق محبت' رضامندی اور ان کے دین اسلام کو دیگر جملہ مذاہب سے برتر و بالا سمجھنے کا بھی تذکرہ کیا۔ آخر میں مولانا زکریا نے نمازیوں کو مخاطب ہو کر کہا کہ وہ اپنے نئے مسلمان بھائی کو مبارکباد دیتے ہوئے مصافحہ کریں۔ بس پھر کیا تھا؟ یہ کہ لوگوں کا سمندر ٹوٹ پڑا لیکن مسجد کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک ایک ہو کر ہاتھ ملاتا مبارکباد کہتا گیا۔ جبکہ مصافحہ کا سلسلہ بھی تین گھنٹہ تک قائم رہا۔ بعد ازاں مصافحہ مسلمانوں نے ہیرالال کو فرط محبت سے اپنے کاندھوں پر اٹھا کر گلی کوچوں میں نعرہ تکبیر لگاتے ہوئے سیر کرائی۔

اس واقعہ سے چند ہفتے بعد جناب عبداللہ ہیرال گاندھی کو سورت انڈیا کے شہر میں ایک بڑے اسلامی اجتماع میں مدعو کیا گیا۔ جہاں عبداللہ گاندھی نے واضح الفاظ میں تفصیل سے بتایا کہ اسے اسلام قبول کرنے پر کس کس قسم کی صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ساتھ ہی اس نے ہندوؤں کے جان سے مارنے قتل وغیرہ کی دھمکیوں کا بھی ذکر کیا۔ اس تقریر میں انہوں نے جو کچھ کہا اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

"میں نہ تو پشیمان ہوں اور نہ ہی اس دین حق کو قبول کرنے پر مجھے کوئی ندامت و تاسف ہے جیسا کہ کہا جارہا ہے یا پروپیگنڈہ وغیرہ کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور وہ میرا گواہ ہے کہ میں نے جس صدائے حق پر لبیک کہہ کر اپنے ضمیر کی آواز کو قبول کیا ہے۔ وہ تو محض اپنے گم کردہ راہ کو حاصل کرنے کے لئے کیا تھا۔ اور اس حلقہ اور اس جماعت کے ساتھ ملنے کے لئے کیا تھا جو مجھ سے اوجھل ہو کر آنکھوں سے غائب و منتشر ہو گیا تھا۔ اب وہ گم گشتہ راہ اور ہدایت والی جماعت مجھے ہاتھ لگ چکی ہے' جس کے بغیر اس راہ اور جماعت کے ساتھ چلتے 'خدا تعالیٰ کی آخری کتاب کی روشنی میں عمل کرتے ہوئے باطل کے سامنے ڈٹ کر کھڑا رہنا غیر ممکن ہے' باطل نہ تو آگے آسکتا ہے اور نہ ہی پیچھے کیونکہ ہماری زندگی کی رفتار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کی روشنی میں ہوگی۔ (انشاءاللہ العزیز)

عبداللہ لال نے اپنی تقریر کے آخر میں ہندوؤں کو ضمیر غائب کی صورت میں مخاطب ہو کر کہا کہ اس قوم (ہندو قوم) کے لئے بہتر تو یہ ہوگا کہ وہ جب بھی موجودہ زہر آلودہ زندگی سے اپنی جان آزاد کرانے کے لئے سوچیں تو انہیں چاہئے کہ وہ تعصب' ہٹ دھرمی اور تنگ نظری یا ضد سے خالی ہو کر اسلام کی حقانیت پر غور کریں اور اسلامی اخوت کی حقیقت کا گہرا مطالعہ کریں۔

اگر وہ اسلام کو نہ بھی چاہیں تب بھی اگر انصاف سے فیصلہ کریں گے تو نتیجہ ہمارے فائدہ میں ہوگا تو پھر انہیں چاہئے کہ ہمارے متعلق بھی اسی کے مطابق سوچیں اور مہاتما گاندھی جی کے پیروؤں کے لئے بھی یہی خیالات رکھیں بلکہ مشرق و مغرب تک کی ساری دنیا کے لئے بھی یہی رائے رکھیں۔

جناب محمد وسیم غزالی کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مخلص کارکن جناب محمد وسیم غزالی کی خوشدامن کا ادائیگی حج کے بعد واپسی پر راستہ میں انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند نیک خاتون تھیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا مفتی محمد جمیل خان' مولانا سعید احمد جلالپوری' مولانا نذیر احمد تونسوی' مولانا نعیم امجد سلیمی' سید اطہر عظیم' محمد انور' رانا امتیاز احمد' ریاض الحق' جمال عبدالناصر شاہد' رانا عبدالستار' کمال شاہ' اللہ وارث' تنویر احمد' عبداللطیف طاہر اور دیگر جماعتی احباب نے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

مطب

ہر مرض کا علاج

قابل و مستند طبیب کی زیر نگرانی کیا جاتا ہے'
مقامی حضرات بعد از نماز عشاء رابطہ کریں'
جواب طلب امور کے لئے جوابی لفافہ آنا ضروری ہے

زنانہ و مردانہ امراض	موٹاپا
بواسیر خونی و بادی	شوگر
گردہ و مثانہ کے امراض	اولاد نرینہ

برائے رابطہ: حکیم محمد اکرام قادری
خادم سلسلہ قادریہ راشدیہ انوریہ
123 شیرازی پارک' سرگودھا

اخبارِ ختمِ نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کی سرگرمیاں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک وفد نے مروان شہر کا تبلیغی دورہ کیا' وفد کی قیادت مجلس پشاور کے امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے کی۔ جامع مسجد بحث گنج' جامع مسجد پلازہ' جامع مسجد ڈپٹی فرمان علی' جامع مسجد صحابہؓ' جامع مسجد مندوری' جامع مسجد مسلم کالونی کے اجتماعات سے مفتی پوپلزئی' مولانا انوارالحق نور' مولانا حاجی وارث خان نے خطاب کرتے ہوئے واضح کیا کہ پاکستان کے دستور کے مطابق شریعت اسلامیہ کے قوانین تمام حکومتی اور عدالتی فیصلوں سے بالا ہیں۔ شریعت اسلامیہ کے خلاف کسی بھی اتھارٹی اور حکومتی فیصلوں کی کوئی حیثیت نہیں اور اس قسم کے فیصلے مسلمانوں کے لئے ناقابل قبول ہیں شریعت اسلامیہ کے خلاف فیصلوں کو علماء کرام اور مسلمانوں نے پہلے بھی مسترد کیا تھا اور آئندہ بھی مسترد کرتے رہیں گے۔ اہل اسلام نے شریعت کی بالادستی کی خاطر نہ پہلے قربانیوں سے پہلو تہی کی تھی اور نہ ہی اس سلسلے میں کسی بھی قربانی سے دریغ کریں گے۔ مقررین علماء کرام نے کہا کہ ۱۲/اکتوبر کی حکومتی تبدیلی اور آئین کی معطلی کے اعلان کے بعد مختلف مقامات سے پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کی ارتدادی سرگرمیوں میں تیزی آنے کی اطلاعات آرہی ہیں اور اس سلسلے میں قادیانی لٹریچر کی تقسیم اور قادیانیت کے پرچار کے متعلق بھی شواہد موصول ہوئے ہیں' اطلاعات کے مطابق پاکستان کا یہ اقلیتی طبقہ ایک منظم منصوبے کے تحت ملک میں انتشار پھیلانے کی ناپاک کوششوں میں سرگرم ہے۔

علماء کرام نے حکومت سے پرزور الفاظ میں مطالبہ کیا کہ قادیانی غیر مسلم اقلیت کی سرگرمیوں کو روکے اور قادیانیوں کو لگام دے 'ہم حکومت اور قادیانیوں پر واضح کردینا چاہتے ہیں کہ ناموس رسالت ﷺ اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ آئین اور قانون کا پابند یا محتاج نہیں' یہ مسئلہ اہل اسلام کے ایمان کا بنیادی اور اہم مسئلہ ہے ہماری تاریخ گواہ ہے کہ اس مسئلہ کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں کے نذرانوں سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ ہمارے اسلاف نے اپنے خون کی سرخیوں سے تاریخ میں کئی باب رقم کئے ہیں' ان ہی قربانیوں کے طفیل ۱۹۷۴ء میں اسلامی ممالک کی تنظیم رابطہ عالم اسلامی نے متفقہ فتوٰی سے پاکستان کی قومی اسمبلی کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور تمام اسلامی ممالک کے لئے اس طرح کے اقدامات کی ضرورت پر زور دیا گیا۔

علماء کرام نے مسئلہ ختم نبوت پر قرآن و حدیث سے روشنی ڈالتے ہوئے قادیانیوں کے عقائد باطلہ ان کی کتابوں سے پیش کئے اور اعلان کیا کہ ناموس رسالت کے تحفظ اور عقیدۂ ختم نبوت پر تمام مکاتب فکر کے مسلمان ایک ہیں اس ہی اتحاد و اتفاق اور یکجہتی کا مظاہرہ مسلمانان پاکستان نے ۱۹۵۳ء' ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے نفاذ کی کامیابیاں حاصل کیں' علماء کرام نے مسلمانوں کو متحد رہنے کی اور اتحاد کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کا اتحاد و اتفاق ہی باطل اور لادین قوتوں کے لئے موت کا پیغام ہے' مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ وہ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں۔ مقامی انتظامیہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اس سلسلے میں مطلع کریں' مجلس کی طرف سے بہت بڑی تعداد میں لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا' علماء کرام اور مسلمانوں کے مطالبہ پر آئندہ اس قسم کے مزید اجتماعات کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔

اظہار تعزیت

برطانیہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کا ایک تعزیتی اجلاس مولانا منظور احمد الحسینی کی زیر صدارت ختم نبوت سینٹر اسٹاک ویل گرین لندن میں ہوا۔ جس میں جناب ظہور احمد نیازی' جناب طہٰ قریشی' ڈاکٹر محمد اشفاق' حاجی عبدالرحمن افضل' ڈاکٹر شفاء اللہ خان' حافظ احمد عثمان جالندھری و دیگر احباب نے شرکت کی۔ اجلاس میں حضرت مولانا جمال اللہ الحسینی مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سانحہ ارتحال پر گہرے دکھ اور غم کا اظہار کیا گیا۔ تحفظ ختم نبوت کے لئے مولانا مرحوم کی تاحیات خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا ان کے اعزا و اقرباء سے اظہار تعزیت' ہمدردی کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ رب العزت مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ (آمین)

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا

کا دورہ ضلع میرپور خاص کنری اور حیدر آباد

رپورٹ (محمد سعید انجم کولارچی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے ۵/مارچ تا ۹/مارچ ضلع میرپور خاص کنری' حیدر آباد کا دورہ کیا' جس میں مختلف مقامات پر ختم نبوت کانفرنسوں سے خطاب کیا' یہ پروگرام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے ترتیب دیئے تھے۔

پہلا پروگرام: ۵/مارچ کو جامع مسجد مدنی جھنڈو میں بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس کے نام سے ہوا' کانفرنس کی صدارت حافظ عبدالعزیز نے کی' جس میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا' مولانا علامہ احمد میاں حمادی' مولانا محمد علی صدیقی' مولانا محمد نذر عثمانی نے خطاب کیا اور کانفرنس کا اہتمام جناب حافظ محمد شریف صاحب اور جناب منور احمد راجپوت نے کیا تھا۔

دوسرا پروگرام: ۶/مارچ بعد نماز ظہر مکہ مسجد ٹنڈو جان محمد میں ہوا' جس سے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور مولانا محمد علی صدیقی نے خطاب کیا' پروگرام کا اہتمام جناب صوفی نصیر احمد' شیخ محمد یٰسین' پروفیسر محمد جاوید صاحب نے کیا تھا۔

تیسرا پروگرام: ۶/مارچ بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس کی شکل میں قادیانیوں کی تین اسٹالوں نصرت آباد' نفیس نگر' محمد آباد کے درمیان فضل بھمبرو میں ہوا' کانفرنس کی صدارت جمعیت علماء اسلام ضلع میرپور خاص کے امیر مولانا عبدالحفیظ سیال نے کی' کانفرنس سے خطاب مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد علی صدیقی' علامہ احمد میاں حمادی' مولانا محمد نذر عثمانی نے کیا' کانفرنس کا اہتمام مولانا محمد ایوب صاحب مدرسہ تحفظ ختم نبوت فضل بھمبرو' مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا حسن احمد نے کیا تھا۔

چوتھا پروگرام: بعد نماز ظہر جامع مسجد مختاری کنری میں ہوا' جس سے مولانا اللہ وسایا صاحب نے خطاب کیا۔

پانچواں پروگرام: ختم نبوت کانفرنس کی شکل میں کوٹ غلام محمد (جیمس آباد) کی جامع مسجد محمدی میں ہوا' کانفرنس کی صدارت مولانا محمد احمد نے کی' کانفرنس سے خطاب شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد علی صدیقی' مولانا محمد نذر عثمانی' مولانا محمد فشاء صاحب نے خطاب کیا' کانفرنس کا اہتمام مولانا محمد احمد' حافظ عبدالعزیز' ماسٹر محمد اسلم محمد شفیع آزاد نے کیا۔

چھٹا پروگرام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپور خاص حمید پورہ کالونی نمبر ۲ مسجد بسم اللہ میں ہوا' کانفرنس کی صدارت فاضل دیوبند مولانا شمس الدین صاحب نے کی' کانفرنس سے خطاب مولانا اللہ وسایا' مولانا علامہ احمد میاں حمادی' مولانا محمد نذر عثمانی' مولانا محمد علی صدیقی نے کیا۔ کانفرنس کا اہتمام وانتظام مولانا شبیر احمد کرنالوی' مولانا مفتی عبیداللہ انور' مولانا محمد حنیف' مولانا محمد عبداللہ' حافظ محمد یامین' مولانا منیر احمد کرنالوی' مولانا حفیظ الرحمٰن بن مولانا فضل اللہ نے کیا تھا' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن مولانا فیض اللہ صاحب اس موقع پر سفر حج کی وجہ سے نہیں تھے۔

ساتواں پروگرام: مدرسہ مفتاح العلوم سائٹ ایریا حیدر آباد علماء کرام اور طلبہ عظام کی کنونشن کی شکل میں ہوا' جس سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا کا بیان ہوا' پروگرام کی صدارت حضرت مولانا مفتی شمس الدین صاحب نے کی اور نگرانی مولانا نذر عثمانی' مولانا عبدالسلام' مولانا سیف الرحمٰن نے کی۔

ان تمام پروگراموں میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ' حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام' سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم' کذبات مرزا غلام احمد قادیانی' قادیانیوں کے دجل وفریب سے عوام الناس کو آگاہ کیا۔ نیز حکومت سے مطالبہ کیا کہ حکومت فوری طور پر اسلامی دفعات کو تحفظ دے اور قادیانیوں کی سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لے اور علاقہ سندھ کے ضلع میرپور خاص میں جو قادیانی اسٹیشن ہیں' ان میں قادیانیوں نے اپنی عبادت گاہیں مسجد کی طرز پر بنائی ہوئی ہیں اور ان میں کلمہ طیبہ آویزاں ہے ان کو محفوظ کیا جائے' نیز ان پروگراموں میں قادیانیوں کے بائیکاٹ کی شرعی حیثیت بھی بیان کی گئی۔

حیدر آباد میں

چھ سو ہندوؤں کا قبول اسلام

دین اسلام' دین الٰہی ہے' جو اس نے انسانوں اور جنوں کی فلاح و نجات کے لئے نبی الثقلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا' جس نے بھی گروہی نسلی اور قوم قبیلے کی عصبیت سے بالاتر ہو کر تلاش حق کے جذبہ صادق کے ساتھ اس دین کے آفاقی پیغام:

﴿یا یھاالناس اعبدو ربکم﴾

"اے انسانوں! بندگی کرو اپنے رب کی"

اور اسلام کی دعوت قیام عدل کو بغور سنا اس کی روح و قلب سے لبیک لبیک کی صدائیں اٹھیں اور اس کی زبان عقیدۂ توحید و رسالت کی شہادت دیتے ہوئے کلمہ اسلام پڑھنے لگی۔ مگر تعصب اور ضد کی آگ سینوں میں سلگاتے رہے اور دنیاوی مفادات کی کنڈیوں میں لٹکے رہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پاک اصحابؓ کی زبان سے اللہ کے قرآن کی آیتیں سن کر بھی ایمان نہیں لائے۔ اسلام ایسی ابدی صداقت ہے کہ جسے صداقت اور سچائی سے پیار ہے وہ چودہ سو سال گزرنے کے بعد آج بھی اسے مان لینے کے لئے تیار ہے۔

اخباری اطلاعات کے مطابق حال ہی میں مسلمانوں کی ایک تنظیم دعوت تبلیغ اور ایک عالم دین قاری محمد ایوب اشرفی کی محنت اور تبلیغی جدوجہد سے حیدر آباد میں پھلیلی چینل کے قریب واقع گزھ جھاڑو شکاری کے سردار رانا اپنے گاؤں کے ۶۰۰ سے زائد مکینوں کے ہمراہ کلمہ توحید پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ انہوں نے اپنا اسلامی نام غلام محمد رکھا اور باقی سب لوگوں نے بھی اپنے نام تبدیل کر لئے ہیں۔

(روزنامہ خبریں ۲۲ مارچ ۱۹۹۸ء لاہور)

اس خبر کو پڑھ کر اہل ایمان کی روحیں مسرور ہوں گی اور ایمان تازہ ہو جائے گا۔ جبکہ اسلام دشمنوں کو سانپ سونگھ جائے گا۔ کروڑوں غیر ملکی ڈالر ہضم کرنے والی لابیاں یہ خبر سن کر

عبد الرشید انصاری

ممکن ہے کوئی شرانگیزی کریں' مسلمانوں اور اسلام کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کریں اور شیطان کے کان کاٹنے والے عناصر ملک سے باہر جا کر کہیں کہ پاکستان میں لوگوں کو زبردستی مسلمان بنایا جا رہا ہے۔ مگر گوٹھ جھاڑو شکاری کے نو مسلم سردار غلام محمد نے کہہ دیا کہ مذہب تبدیل کرنے کے لئے ہم پر کسی نے دباؤ نہیں ڈالا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے احکام اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ان کے گاؤں میں مسجد اور مدرسہ تعمیر کیا جائے تاکہ نو مسلم بڑے اور بچے' مرد اور عورتیں سب کے سب نماز اور قرآن سیکھ سکیں اور رزق حلال کے لئے ان کی مدد کی جائے کیونکہ وہ اسلام لانے سے پہلے مردہ جانوروں کی کھالیں اتار کر اپنی گزر اوقات کیا کرتے تھے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نو مسلم بھائیوں کی دنیا اور آخرت دونوں اچھی کر دے' انہیں استقامت علی الحق' اعمال صالحہ کی توفیق اور رزق حلال بلا حساب عطا فرمائے۔ ہمیں بہت افسوس اور دکھ ہے کہ مملکت خداداد پاکستان کے بجٹ میں "ثقافتی" ترقی' خاندانی منصوبہ بندی' افسروں اور حکمرانوں کی ٹھاٹھ باٹھ کے لئے تو غیرہ وغیرہ فنڈز ہیں۔ مگر اسلام کی تبلیغ کے لئے اور اسلام قبول کرنے والوں کے لئے کوئی فنڈ نہیں ہے' ممکن ہے چیف ایگزیکٹو اور صدر محترم جناب محمد رفیق تارڑ صاحب تک بات پہنچ جائے تو ایک مسلمان ہونے کے حوالے سے ذاتی طور پر وہ کوئی نیکی کریں اور اسلامی حمیت کا مظاہرہ کر کے اسلام کی اور غریب نو مسلموں کی مدد کریں تو کریں ورنہ حکومت کی بھینس جو زکوٰۃ کا چارہ تو کھاتی ہے مگر اسلام کے لئے دودھ ممکن ہے وہ نہ دے سکے۔ اس لئے تمام اہل اسلام خصوصاً حیدر آباد کے اہل خیر کو چاہئے کہ وہ اپنے نو مسلم بھائیوں کی دل کھول کر مدد کریں۔ "بے شک اللہ تعالیٰ خود اپنے دین کا محافظ اور اپنے بندوں کا مددگار ہے۔"

اسلام کی فطرت کو قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دو گے

جس تنظیم اور جن حضرات کی محنت سے یہ نیک کام انجام پذیر ہوا اور جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی نعمت عطا فرمائی ان سب کو ہم دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

دنیا بھر کے مناظرین و مبلغین اور فتنہ قادیانیت کے خلاف کام کرنے والوں کے لئے خوشخبری

قادیانی شبہات کے جوابات

مسئلہ ختم نبوت' رفع و نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور کذب مرزا پر امت محمدیہ ﷺ کے علماء و اہل قلم نے گرانقدر کتب تحریر فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کے حکم کی تعمیل میں ان رشحات قلم اور بکھرے ہوئے موتیوں کی آب دار مالا تیار کر دی گئی ہے۔ اس نئی ترتیب میں جدید و قدیم قادیانی اعتراضات کے جامع و مانع مسکت 'دندان شکن جوابات جمع کر دیئے گئے ہیں۔

خصوصیات

الف...... عقیدہ ختم نبوت پر قرآن و سنت اور اجماع امت کے دلائل ہیں۔

ب...... مسیلمہ کذاب سے قادیانی کذاب تک تمام بے دین و بد دین افراد و جماعتوں کے جملہ اعتراضات کے جوابات میں مناظرین اسلام نے جو کچھ ارشاد فرمایا سب کو جمع کر دیا گیا ہے۔

ج...... مناظر اسلام حجۃ اللہ علی الارض حضرت مولانا لال حسین اخترؒ فاتح قادیان استاذ المناظرین مولانا محمد حیاتؒ کی عمر بھر کی ریاضت و فتنہ قادیانیت سے متعلق ان کی علمی محنت کو انہی کی نوٹ بکوں کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔

د...... پیر مہر علی شاہ گولڑوی' مولانا سید محمد علی مونگیریؒ' مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ' مولانا محمد چراغ' مولانا محمد سلیم دیوبندیؒ' مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ' مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ' مولانا عبداللہ معمارؒ نے قادیانی شبہات کے جوابات میں جو کچھ فرمایا وہ سب اس کتاب میں سمو دیا گیا ہے۔

ھ...... مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ سے دوران تعلیم مولانا بشیر احمد فاضل پوری اور مولانا اللہ وسایا نے جو کچھ تحریری طور پر محفوظ کیا' اسی طرح مناظر اسلام فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا عبدالرحیم اشعر' مولانا خدا بخش' مولانا جمال اللہ الحسینی' مولانا منظور احمد الحسینی' مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی اور دیگر حضرات نے جو کچھ پڑھا' مطبوعہ یا مخطوطہ جو بھی میسر آیا موقعہ' موقعہ اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔

الحمد للہ! اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے یہ ایک ایسی دستاویز تیار ہو گئی ہے جسے قادیانی شبہات کے جوابات کا انسائیکلوپیڈیا قرار دیا جا سکتا ہے۔ پہلا حصہ جو ختم نبوت کے مباحث پر مشتمل ہے شائع ہو گیا ہے۔ قیمت ۶۰ روپے بذریعہ ڈاک ۸۰ روپے وی پی نہ ہو گی۔

نوٹ: پہلے اس کا نام "ختم نبوت پاکٹ بک" تجویز ہوا تھا مگر اب "قادیانی شبہات کے جوابات" نام رکھا گیا ہے۔

ملنے کا پتہ: ناظم دفتر مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان' فون: 514122